فنِ جنگ

ترجمہ وتجزیہ

ایئر کموڈور ضیاء الحق شمسی

ستارۂ امتیاز (ملٹری)

Sun Tzu's

The Art of War

Urdu Version by

Air Commodore Zia ul Haque Shamsi, SI(M)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فنِّ جنگ

عظیم چینی فلسفی اور فنِ حرب کے ماہر سُن زو کی شہرہ آفاق کتاب

The Art of War تشریح اور تجزیئے کے ساتھ

اپنی قومی زبان میں پیش کر رہا ہوں

ایئر کموڈور ضیاء الحق شمسی

ستارۂ امتیاز (ملٹری)

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ مُترجم کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی شکل میں یا کسی ذریعے سے خواہ وہ الیکٹرانک، میکینیکل بشمول فوٹو کاپی یا کسی اطلاع کو محفوظ کرنے یا معلومات کے حصول اور اصلاح کی غرض سے دوبارہ شائع نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی منتقل کیا جاسکتا ہے۔

نام کتاب : فَنِ جنگ (The Art of War)

مصنف (چینی زبان) : سُن زُو

مُترجم (انگریزی زبان) : کیل تھراپ ۱۹۰۵، لائینل گائلز ۱۹۱۰

مُترجم و مُحقق (اردو زبان) : ایئر کموڈور ضیاء الحق شمسی ستارۂ امتیاز (ملٹری)

نظرِ ثانی : پروفیسر ڈاکٹر شاہد حسن رضوی

ایئر کموڈور پیرزادہ کمال الدین احمد صدیقی تمغۂ امتیاز (ملٹری)

سرِ ورق : رضوان ملک

تعداد (پہلی بار) : ۱۰۰۰

اشاعت : فروری ۲۰۱۳ء

قیمت : 200 روپے

ناشر : ریسرچ اینڈ پبلیکیشنز برانچ (ISSRA)
نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی پریس
سیکٹر ای۔۹، اسلام آباد

www.ndu.edu.pk

انتساب

اُن لوگوں کے نام جو نہیں جانتے
کہ اُنہیں کیوں مارا جا رہا ہے۔

پیش لفظ

فنِ جنگ کی اشاعت میرے لیے باعث فخر بھی ہے اور باعث اطمینان بھی کیونکہ عظیم چینی فلسفی اور حربی فن کے ماہر سُن زو کی کتاب کا اردو ترجمہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے سُن زو کے اس انمول مجموعے کی تشریح اور تجزیہ اپنی قومی زبان میں ان تمام سپاہیوں، اور جوانوں جو چینی اور انگریزی زبان سے بخوبی واقف نہیں اسے پڑھ سکیں گے اور اپنے لیے مناسب اسباق حاصل کر سکیں گے۔ سُن زو کی یہ مختصر تصنیف پچھلے ڈھائی ہزار سال سے دنیا کے سیاسی اور فوجی حکمرانوں کے لیے مشعل راہ بنی ہوئی ہے اور شاید ہمیشہ رہے گی۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسے سمجھ کر وہ سبق سیکھ سکیں جو ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکے گا۔

میں ایئر کموڈور ضیاء الحق شمسی کو اس اہم انفرادی کوشش پہ خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس اہم کتاب کے قومی زبان میں ترجمے کی اہمیت کو سمجھا اور پھر اس پہ عمل کیا اور نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی جیسے ادارے کے ذریعے ان تمام لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی جو سُن زو کی اس انمول تحریر سے ناواقف تھے۔ مجھے امید ہے کہ یہ مختصر سی کتاب ہماری قومی زبان میں فنِ حرب سے متعلق مجموعوں میں ایک انتہائی اہم اضافہ ہوگی۔

لیفٹیننٹ جنرل ناصر خان جنجوعہ

ہلالِ امتیاز (ملٹری)

اظہارِ تشکّر

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنی قومی زبان کی خدمت کی توفیق عطا کی۔ سُن زو کی اس تاریخی تحریر کو اپنی قومی زبان میں پیش کرنے کے لیے میں نے اس کتاب کے مختلف انگریزی ترجموں کا سہارا لیا جس کے لیے میں ان تمام مصنفین اور محققین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے سُن زو کی کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا۔ میری اس کتاب کی تیاری میں جن دو اشخاص نے میری بھرپور مدد کی وہ ہیں جناب سٹینوٹائپسٹ محمد زبیر اور سینئر ٹیک سلطان احمد (سیکٹ اسسٹنٹ) جس کے لیے میں ان دونوں حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

سُن زو کی اس کتاب کو موجودہ حالت میں آپ تک پہنچانے میں بھرپور سرپرستی کے لیے میں نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کے صدر جناب لیفٹیننٹ جنرل ناصر خان جنجوعہ کا شکر گزار ہوں جن کی حوصلہ افزائی کے بغیر شاید اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ ہوتی۔ میں ڈائریکٹر جنرل (ISSRA) جناب میجر جنرل ضیاء الدین نجم کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے میری کوشش کو سراہا اور اس بات کا تعین کیا کہ پاک فوج میں یہ کتاب کس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ میں خاص طور پر اپنے چیف انسٹرکٹر جناب میجر جنرل جاوید اقبال رمدے کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میری اس کوشش کے لیے میری حوصلہ افزائی بھی کی اور راہنمائی بھی۔ میں محترمہ ڈاکٹر رضوانہ عباسی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے میری تحقیق کے دوران نادر مشورے دیے۔

آخر میں ایک بار پھر میں سُن زو کو شاندار خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اُن تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جن کے انگریزی ترجموں اور تحقیقی مقالوں اور مختلف تحریروں کو پڑھ کر میں نے یہ ترجمہ اور تجزیہ کیا۔

ایئر کموڈور ضیاء الحق شمسی

ستارۂ امتیاز (ملٹری)

ترتیب مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مقصد تحریر	۱
۲	تعارف	۳
۳	تیاری جنگ	۷
۴	دوران جنگ	۱۱
۵	بھرپور فوجی حملہ	۱۵
۶	فوجی ترتیب	۱۹
۷	بھرپور فوجی طاقت کا مظاہرہ	۲۳
۸	افواج کی طاقت اور کمزوری	۲۷
۹	عسکری حربے	۳۱
۱۰	ترتیبِ فوج کا فن اور حکمت عملی	۳۵
۱۱	فوج کی روانگی اور مہم جوئی	۳۹
۱۲	راہ گزر	۴۵
۱۳	زمین کی اہمیت	۴۹
۱۴	بھرپور حملہ۔ آگ اور خون کی جنگ	۵۵
۱۵	خفیہ سرگرمیوں کی اہمیت	۵۹
۱۶	اختتامیہ	۶۵

مقصدِ تحریر

سُن زو کی اس شہرہَ آفاق اور نایاب کتاب کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں کیا گیا ہے اور اسکا مقصد صرف ایک ہی تھا کہ عسکری شعبے سے تعلق رکھنے والے افسر اور جوان سُن زو کے زریں اصولوں کو سمجھ سکیں اور پھر اُن پہ عمل کر سکیں۔ امریکہ، روس، جاپان اور دیگر ترقی یافتہ ممالک میں سُن زو کی اس کتاب کو لازم قرار دیا جا چکا ہے۔ تاکہ عسکری شعبے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد سُن زو کی تعلیمات سے مستفید ہو سکیں۔ بلکہ محض عسکری شعبے سے وابستہ افراد ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے کاروباری اداروں نے بھی سُن زو کی تحریر سے استفادہ کیا ہے۔ دراصل سُن زو کی اِس تصنیف میں تحریر شدہ اصول نادر ہیں۔ اور وقت اور سرحدوں کے پابند نہیں ہیں۔

پاکستان کے تمام عسکری تعلیمی ادارے اور بڑی بڑی جامعات میں سُن زو کی کتاب کا انگریزی ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کرام، اور دیگر اداروں کے مقتدر سربراہان اپنی تقریروں اور تحریروں میں سُن زو کے زرین اصول بیان کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ عمل یقیناً قابلِ ستائش ہے۔ لیکن پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم سب سُن زو کو پڑھتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں اور ہمیں اسکی باتیں اچھی اور صحیح بھی لگتیں ہیں تو پھر ہم اُن پہ عمل کیوں نہیں کرتے۔ کیونکہ جن قوموں نے اور انکی افواج نے سُن زو کے زرین اصولوں پہ عمل کیا ہے انہیں یقیناً کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

میں نے سُن زو کو پڑھا اور بار بار پڑھا ہے۔ مجھے محسوس ہوا کہ جب تک ہم سُن زو کو

اپنی زبان میں نہیں پڑھیں گے اس کی باتوں کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکیں گے اور پھر ہم اُس پہ عمل پیرا نہیں ہوں گے۔ تو ظاہر ہے پھر شاید کامیابی بھی نہ حاصل کر سکیں۔ یقیناً جو قومیں اپنی زبان میں تعلیم حاصل نہیں کرتیں یا پھر انہیں صرف گھر میں بول چال اور ٹی وی ڈراموں کے لیئے مختص کر دیتی ہیں وہ یونہی غیر یقینی کیفیت میں مبتلا رہتی ہیں۔

میں انگریزی زبان یا دیگر زبانوں میں تعلیم کے فروغ کا مخالف نہیں ہوں لیکن یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ کسی بھی علم کے حصول کے لیئے اپنی زبان میں اسکا ترجمہ اور تشریح اس کو سمجھنے کے لیئے انتہائی اہم ہے۔ بس یہی وجہ تھی کہ میں سُن زو کی کتاب کا ترجمہ، تشریح اور تجزیہ کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ دراصل ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ سُن زو کی چینی زبان میں ہونے والی اصل تحریر کا ترجمہ کرتا لیکن میری بدقسمتی کہ میں چینی زبان سے واقف نہیں ہوں۔ اس لیے انگریزی ترجموں کا سہارا لینا پڑا۔ میری خواہش ہے کہ عسکری شعبوں سے وابستہ افراد کے علاوہ دیگر تعلیمی ادارے بھی اس چھوٹی سی کتاب کو اپنے نصاب میں شامل کر لیں مجھے یقین ہے کہ اگر ہماری آنے والی نسلوں نے دنیا کی مشہور تصانیف کو اپنی زبان میں پڑھا تو اُسے بہتر طور پہ سمجھ سکیں گے اور بہت عرصہ اُسے یاد رکھ سکیں گے۔ اور یقیناً سُن زو کی یہ کتاب اُن شہرۂ آفاق کتابوں میں سے ایک ہے۔ جس کا اُردو ترجمہ، تشریح اور تجزیہ کرنا شاید بہت ضروری ہو گیا تھا۔

مجھے یقین ہے کہ اب یہ کتاب اور اسکے ذریعے سُن زو کی تعلیمات ان تمام لوگوں تک پہنچ سکے گی جو چینی اور انگریزی زبان سے ناواقفیت کی باعث اب تک ان زرین اصولوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ اب یہ فیصلہ تو آپ اس کتاب کو پڑھ کر ہی کریں گے کہ جو قدم میں نے اُٹھایا ہے آیا درست تھا اور کیا اس کوشش سے ہمیں سُن زو کو سمجھنے میں کوئی مدد ملی بھی یا نہیں۔

شکریہ

تعارف

دنیا بھر کے تعلیمی اداروں میں ایک نام بہت اہمیت کا حامل ہے اور وہ ہے چینی نژاد فلسفی اور فوجی جرنیل سُن زو کا۔ اب سے تقریباً ڈھائی ہزار سال پہلے اس عظیم شخصیت نے جنگ، امن اور سیاست کے بارے میں جو کچھ کہا وہ آج بھی اتنا ہی اہم اور صحیح ہے جتنا ماضی بعید یا ماضی قریب میں تھا اور یقیناً مستقبل میں بھی سُن زو کی تعلیمات کو بین الاقوامی تعلقات میں اتنی ہی اہمیت کا امکان ہے۔ سُن زو کی سوچ، حکمت اور مہارت اس کی تعلیمات اور فتوحات کا سبب بنی اور جب تک چین کے حکمرانوں نے سُن زو کی تعلیمات پر عمل کیا وہ اپنے اردگرد کے علاقوں میں فتوحات حاصل کرتے رہے لیکن جونہی انہوں نے سُن زو کی تعلیمات کو نظر انداز کیا انکا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سُن زو اب سے ڈھائی ہزار سال قبل یعنی حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے کئی سو سال پہلے چین کے علاقے قی یا چی میں پیدا ہوا، یہ وہ دور تھا جب چین مختلف ریاستوں میں تقسیم تھا اور اُس وقت سات بڑی ریاستیں ایک دوسرے پہ فوقیت حاصل کرنے کے لیے طویل اور خونی جنگوں میں مصروف تھیں سُن زو نے بچپن اپنے علاقے ہی میں گزارا اور پھر اس وقت کے بادشاہ کی دعوت پہ اسکے دربار میں پیش ہوا، بادشاہ نے سُن زو کی شہرت کے مدِنظر اسکا امتحان لینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جسے سُن زو نے بخوشی قبول کیا۔ بادشاہ نے شرط رکھ دی کہ لڑکیوں کو تعلیمِ حربی سے لیس کیا جائے۔ سُن زو نے بادشاہ کی شرط کو قبول کرتے ہوئے لڑکیوں کی ٹولی کو تعلیم دینی شروع کر دی اور سب سے پہلے عسکری قوائد کی تعلیم دی۔ سُن زو نے

محسوس کیا کہ یا تو لڑکیاں اپنے سپہ سالار کی تعلیمات کو صحیح طرح سے سمجھ نہیں رہیں یا پھر اس کی حکم عدولی کر رہی ہیں، دونوں صورتوں میں سُن زو کا فیصلہ مختلف تھا۔ سُن زو نے کہا اگر سپہ سالار کے احکامات دُرست اور منفرد نہیں اور سپاہی انہیں صحیح طرح نہیں سمجھ سکے تو قصور سپہ سالار کا ہے۔ لیکن اگر سپہ سالار کے احکامات درست تھے اور منفرد تھے اور پھر بھی سپاہیوں نے حکم عدولی کی تو قصور عہدہ داران کا ہے۔

بادشاہ نے سُن زو کے فیصلے سے اختلاف کیا اور اسے اپنے فیصلے پہ نظر ثانی کرنے کیلئے کہا۔ سُن زو نے بصد احترام بادشاہ کے احکامات سے اختلاف کیا اور فوری طور پہ اپنے فیصلے پہ عمل درآمد کرتے ہوئے ان افسروں کے سر قلم کرنے کا حکم دیا جن کے احکامات پہ ان کی سپاہی لڑکیاں عمل نہیں کر رہی تھیں۔ بادشاہ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور تقریب ادھوری چھوڑ کر چلا گیا۔ سُن زو نے بادشاہ کے اس عمل پہ اپنے خیالات کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کیا۔ کہ حکمران محض باتیں بناتے ہیں وہ اُن پہ عمل نہیں کرنا جانتے، یا نہیں کرنا چاہتے۔

البتہ بادشاہ نے سُن زو میں چھپی قاعدانہ صلاحیتوں کو بھانپتے ہوئے اُسے اپنی افواج کا امیر بنا دیا۔ دراصل وہ دور چین کی ریاستوں کے درمیان برتری حاصل کرنے کے لیے جنگوں کا دور تھا۔ اور فوجی حکمت عملی کے حامل ماہرین کی بے حد قدر کی جاتی تھی۔ اور ایسے افراد کی بہت قلت تھی۔ اسی لیے آنیوالے دنوں میں سُن زو نے شاندار فتوحات حاصل کیں اور بادشاہ کی سلطنت کی سرحد کو وُسعت دینے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تقریباً دو دہائی تک سُن زو بادشاہ کا امیر اور سپہ سالارِ اعلیٰ رہا اور خوب نام کمایا۔ اسی دوران سُن زو کا انتقال ہو گیا اور بادشاہ وُو جنگ میں مارا گیا۔ بہت عرصے تک سُن زو کی تعلیمات پہ عمل ہوتا رہا اور آنیوالے بادشاہوں اور جرنیلوں نے خوب فتوحات حاصل کیں لیکن آہستہ آہستہ وہ لوگ سُن زو کی تعلیمات سے کنارہ کرنے لگے اور بالآخر ۴۷۳ قبل مسیح میں وُو کی بادشاہت ختم ہو گئی اور پھر ان کا نام لیوا کوئی نہ رہا۔

سَن ۱۷۸۲ عیسوی میں سُن زو کی کتاب کو فرانسیسی زبان میں منتقل کیا گیا۔ مُترجم تھا جیسوئٹ جین جوزف میری امیوٹ۔ کہا جاتا ہے کہ نپولین کی فتوحات میں سُن زو کی تعلیمات کا بہت دخل تھا۔ جب تک نپولین نے سُن زو کی تعلیمات پر عمل کیا شاندار فتوحات حاصل کیں اور جب ان سے روگردانی کی تو اسے شکست فاش ہوئی۔ سُن زو کی کتاب کا انگریزی زبان میں ترجمہ

پہلی بار ۱۹۰۵ عیسوی میں کیل تھراپ نے کیا۔ لیکن لائنل جائلز کا کیا ہوا ترجمہ ۱۹۱۰ میں لندن اور شنگھائی سے بیک وقت شائع ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ ماضی قریب کے نامی گرامی لوگوں نے جن میں ماؤزے تنگ، جنرل گیاپ اور ڈگلس میک آرتھر کے نام شامل ہیں۔ سُن زو کی تعلیمات کے گرویدہ تھے اور اُس کے اصولوں کو اپنی پیشہ وارانہ زندگی اور حکمت عملی میں بے پناہ اہمیت دیتے تھے۔

اس کے علاوہ دور حاضر کے مشہور امریکی جرنیل کولن پاول جو امریکہ کے وزیر خارجہ بھی رہے۔ سُن زو کی تعلیمات سے بہت مستفید ہوئے۔ اُن کے مطابق سُن زو کی اس کتاب سے صرف فوجیوں کو ہی نہیں بلکہ سیاست دانوں نے بھی بہت سبق سیکھا ہے۔ اور تقریباً ہر امریکی سپاہی سُن زو کی تعلیمات سے واقف ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام سپاہی اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔

دراصل چینی زبان میں لکھی گئی کتاب کا ترجمہ کرنا اتنا آسان نہیں۔ اور پھر میں تو انگریزی ترجمے کا اُردو ترجمہ کر رہا ہوں لیکن پھر بھی کوشش کی ہے کہ سُن زو کی تعلیمات کا لب لباب آپ سب کی خدمت میں انتہائی آسان زبان میں پیش کر سکوں۔ ترجمہ کے ساتھ اگر تشریح میں کوئی کسر رہ جائے تو قارئین سے اور خاص کر استاد محترم سُن زو کی روح سے معذرت خواہ ہوں گا۔

سُن زو کی اِس شہرۂ آفاق تحریر کے ۱۳ باب ہیں۔ اور ہر باب میں فَنِ حربی کے کسی خاص اصول پہ سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ سُن زو کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے حکمرانوں اور اپنے ماتحت افسروں اور جوانوں کو عسکری اصولوں، سیاسی اور انتظامی معاملات اور سماجی و نفسیاتی مسائل سے نمٹنے کے لیے بھرپور تعلیمات فراہم کی ہیں۔ جو آج تقریباً ڈھائی ہزار سال بعد بھی اتنی ہی کارآمد ہیں جتنی اُس وقت رہی ہوں گی۔ سُن زو نے اپنی اس نایاب کتاب کے شروع ہی میں یہ کہہ دیا کہ جنگ کسی بھی ریاست کے لیئے ایک انتہائی اہم عمل ہے۔ یہ قوموں کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ جنگ قوموں کی بقاء اور تباہی کا باعث بنتی ہے۔ اس لیے جنگ کے بارے میں معلومات، تعلیم، فوائد اور نقصانات کے بارے میں مکمل تفصیلات کا حصول بہت اہم ہے اور اسے کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

کامیابی کی ضمانت

☆...... وفادار فوج

☆...... موافق موسم

☆...... سازگار زمینی علاقے

☆...... قابل سپہ سالار

☆...... نظم وضبط اور طور طریقے

☆...... شاندار تربیت

☆...... انعام واکرام اور غلطی کی سزا

سُن زو

باب اوّل: تیاری جنگ

سُن زو نے باب اوّل میں جنگ کیلئے بھرپور تیاری کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ فن حربی کیلئے پانچ چیزیں انتہائی اہم ہیں یعنی وفاداری، موسم، زمین، سپہ سالار اور جنگ کے طریقہ کار اور نظم وضبط۔ سُن زو کے پہلے اصول یعنی وفاداری کو مختلف مورّخین نے اپنے طور پر بیان کیا۔ کچھ نے اسے سیاست کہا اور کچھ نے اسے طریقہ کار تحریر کیا۔ لیکن تشریح تقریباً ایک ہی طرز میں کی گئی ہے یعنی حکمران سے وفاداری اور اسکے احکامات سے ہم آہنگی۔ سُن زو نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ جو سپہ سالاران پانچ نکات کو صحیح طرح نہیں سمجھے گا اور ان پر سمجھ کے ساتھ عمل نہیں کرے گا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا بلکہ ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرے گا اس لیے ضروری ہے کہ جنگ سے متعلق اہم فیصلے کرتے وقت مندرجہ ذیل نکات کا جائزہ بغور لیا جائے:۔

۱۔ دونوں حریفوں میں کس کے سپاہی زیادہ وفادار ہیں؟

۲۔ کس حریف کا سپہ سالار زیادہ قابل اور سمجھدار ہے؟

۳۔ موسم اور زمین کس حریف کے لیے زیادہ موافق ہونگی؟

۴۔ تنظیم کا عمل کس طرف زیادہ منظّم ہے؟

۵۔ کس نے اپنے لئے بہتر اصول وضع کیے ہیں؟

ان پانچ نکات کے ساتھ دو نکات اور بھی ہیں جنہیں سُن زو نے بے پناہ اہمیت دی۔ یعنی افواج کی تربیت اور قابلیت کے اعتراف میں انعام واکرام اور غلطی کی سزا کا قانون۔

سُن زو نے کہا کہ جو فوج ان سات نکات پر تیاری کرے گی فتح اس کا مقدر بنے گی اور جو سپہ سالار اپنی افواج کو ان خطوط پر تیار کرے گا وہ کامیاب رہے گا اور انعام و اکرام کا مستحق ہو گا۔ اور جو سپہ سالار ان نکات سے رُوگردانی کرے گا شکست اس کا مقدر ہو گی اس لیے اسے برطرف کر دینا ہی سلطنت کیلئے بہترین عمل ہو گا ساتھ ہی سُن زو نے ایک بات بہت ہی اہم کی وہ یہ کہ ان نکات پر عمل کرنے سے کامیابی ضرور ہو گی لیکن سپہ سالار کو چاہیے کہ اگر حالات میں تبدیلی ہو رہی ہے تو وہ لچک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے منصوبے میں ردوبدل ضرور کرے اور بدلتے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر دم تیار رہے۔

باب اوّل میں آگے چل کے سُن زو نے کہا کہ جنگ کے معاملات کو خفیہ رکھنا اور دشمن کو دھوکا دینا ہی کمال فن ہے۔ یعنی جب حملہ کرنے کا منصوبہ بناؤ تو دشمن کو ایسا لگے کہ تم اس وقت حالت امن میں ہو۔ جب دشمن کے قریب پہنچو تو اسے ایسا محسوس ہو کہ تم ابھی بہت دور ہو۔ دشمن کو چکمہ دینا انتہائی اہم ہے۔ دشمن کی صفوں میں انتشار پیدا کرو تا کہ تمہیں آسانی سے کامیابی حاصل ہو سکے۔ ہاں اگر دشمن تم سے مضبوط ہے تو پھر اس سے جنگ کرنے سے باز رہو۔ اسے پریشان کرو اور چین سے نہ بیٹھنے دو، دشمن پر حملہ اس سمت سے کرو جہاں وہ سب سے زیادہ کمزور ہو۔ اور اسے حیرت میں ڈال دو۔

باب اوّل کے آخر میں سُن زو ایک بار پھر تاکید کرتا ہے کہ جو سپہ سالار زمانۂ امن میں جنگ کی تیاری نہیں کرتا اور صحیح طریقے سے اپنی اور دشمن کی افواج کا موازنہ نہیں کرتا اسے جنگ میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔

سُن زو نے اپنی تصنیف میں شروع ہی میں یہ واضح کر دیا کہ اگر جنگ کرنی ہے تو پھر بے پناہ تیاری کرنی ہو گی۔ بے پناہ خرچہ کرنا ہو گا۔ اور جب افواج کو ترتیب دیا جائے تو یہ دیکھنا ضروری ہو گا کہ آیا تمہاری فوج میں وفادار سپاہی بکثرت موجود ہیں کہ نہیں۔ صحیح موسم اور درست سمت کا انتخاب انتہائی اہم ہو گا۔ اور پھر سپہ سالارِ اعلیٰ کی وفاداری اور قابلیت پر کسی بھی قسم کے شکوک وشبہات نہ ہوں۔ فوج منظّم ہو، اس میں قائدہ، قانون لاگو ہو اور پھر کہیں جنگ کے بارے میں سوچنا اور وہ بھی اس وقت جب یہ بے حد ضروری ہو جائے۔

سُن زو نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ اگر کسی ریاست کی فوج میرے دیئے ہوئے اصولوں پر عمل کرے گی۔ تربیت پر زور دے گی اور قابلیت کے اعتراف میں انعام واکرام اور غلطی کرنے پر قرار واقعی سزا کے قانون پر عملدرآمد کرے گی تب ہی فتح کی حقدار ہو گی وگرنہ صرف شکست ہی اس کا مقدر بنے گی۔ سُن زو کے مطابق دشمن سے جنگ کی صورت میں اُسے دھوکے میں رکھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ بہترین عمل ہے اور جنگ جیتنے کے لیے انتہائی اہم بھی ہے۔

خبردار

طویل جنگوں سے اجتناب کرنا کیونکہ جنگ انتہائی مہنگا اور خطرناک عمل ہے۔

سُن زو

باب دوم: دورانِ جنگ

سُن زو نے میدان جنگ کا نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر کیا کہ جنگ انتہائی مہنگا اور خطرناک عمل ہے۔ اس لئے اس کی تیاری اس قدر ہو کہ میدان جنگ میں افواج کو کسی بھی چیز کی کمی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور ان کی ہر جائز ضرورت پوری ہو تا کہ ان کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ نہ پڑے۔ اور جنگ میں فوری طور پر فتح حاصل ہو سکے۔ اور کسی بھی صورت میں جنگ طُول نہ پکڑ سکے۔

سُن زو نے واضح کیا کہ دوران جنگ سامان حربی استعمال کرتے ہوئے ضائع بھی ہوگا اور ماند بھی پڑے گا۔ خاص طور پر اگر دشمن کے شہروں اور قلعوں کا حصار کیا جائے اور جنگ طویل ہو جائے اور سامان حربی ماند پڑنے لگے اور افواج کی ہمت جواب دینے لگے تو دشمن یقیناً اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ افواج کو ان حالات کا سامنا کرنے کی بھی تیاری رکھنی چاہیے۔ سُن زو نے اس حقیقت پر زور دیا کہ طویل جنگ مناسب عمل نہیں۔ جلد بازی یقیناً تباہ کن ہوتی ہے لیکن غیر ضروری طُول بھی کوئی عقل مندی نہیں۔ تاریخ میں طویل جنگوں کے بہتر نتائج نہیں نکلے۔ جو لوگ جنگ کی تباہ کاریوں سے واقف ہیں وہ یہ بات بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ جنگ جتنی جلدی ممکن ہو اپنے منطقی انجام پر پہنچ جائے تا کہ کم سے کم نقصان ہو۔

سُن زو نے دورانِ جنگ وقت کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ سُن زو نے ہوشیار سپہ سالار کو یہ بتایا کہ دورانِ جنگ سامان حربی کی مسلسل فراہمی کا انتظار نقصان دہ ہوگا اس لیئے تیاری ایسی ہو کہ جنگ کی کامیابی تک سامانِ حربی وافر مقدار میں موجود رہے۔ کیونکہ دورانِ جنگ مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ یاد رہے جنگ ایک انتہائی مہنگا عمل ہے۔

باب دوم میں آگے چل کے سُن زو نے ایک انتہائی اہم بات کی جسکا تعلق افواج کے جذبہ سے ہے۔ سُن زو نے کہا کہ دشمن کو ختم کرنے کیلیئے ضروری ہے کہ اپنے سپاہیوں میں دشمن کے خلاف نفرت اور غصہ پیدا کرو۔ اور انہیں بتاؤ کہ دشمن کو ختم کر کے کس قدر انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔ اور اپنی کہی ہوئی بات پر قائم رہو۔ یعنی جب تمہاری افواج دشمن پر فتح حاصل کرلیں اور مالِ غنیمت پر قبضہ کرلیں تو وہ ان میں تقسیم کردو۔ اس طرح تمہارا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا اور ان میں جنگ کیلیئے شوق اور جذبہ بھی بڑھے گا۔ اسی طرح جن دشمن سپاہیوں کو گرفتار کرو تو ان سے اچھی طرح پیش آؤ تا کہ انہیں اپنی فوج میں شامل کرسکو۔ اور پھر انہی کو اپنے دشمن کے خلاف لڑاؤ۔ اس سے تمہاری افرادی اور حربی طاقت میں اضافہ ہوگا۔ اور دشمن کا حوصلہ پست پڑ جائے گا۔

باب دوم کے آخر میں سُن زو نے کہا کہ جنگ کا صرف ایک ہی مقصد ہو یعنی فتح کامل۔ علاوہ اسکے کہ طویل جنگ ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ سپہ سالار اعلیٰ کو اس بات کا مکمل علم اور احساس ہو کہ اس کے فیصلے اور طریقوں سے ہی یا تو قوم کو فتح حاصل ہو گی یا وہ تباہی کی طرف بڑھیں گے۔ کیونکہ جنگ ایک انتہائی مہنگا اور خطرناک عمل ہے۔ اسکا جلد از جلد ختم ہونا انتہائی ضروری ہے۔

اس باب میں سُن زو کی باتیں پڑھ کے ایسا لگتا ہے کہ وہ بہت دور کی سوچتا تھا۔ اور اُس کی نظر ریاست کے انتظام سے لیکر افواج کی حرکت تک ہر چیز پر تھی۔ جنگ کو انتہائی خطرناک عمل اور مہنگا ترین قرار دے کر سُن زو نے کوشش کی کہ وہ حکمرانوں کو امن کا سبق دے سکے۔ لیکن سُن زو حقیقت پسند تھا اور وہ جانتا تھا کہ جنگ کرنا ایک فطری عمل ہے۔ اسی لیے شاید اس نے کتاب کا نام امن کا فن کی بجائے جنگ کا فن رکھا اور جنگ کی تیاری سے لے کر اختتام تک پیش ہونے والے تمام مواقع کی منظر کشی کرڈالی۔ اب فیصلہ حکمرانوں کا تھا کہ وہ اپنے معاملات جنگ کے ذریعے حل کریں یا امن کے ذریعے۔ سُن زو کو کم از کم جنگ کے ذریعے ہونے والی تباہ کاریوں کے لیے موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ خاص طور پر یہ پڑھنے کے بعد کہ سُن زو طویل جنگ اور شہروں کے حصار اور شہروں پر حملے کا سخت مخالف تھا۔ اور اسکی بھرپور کوشش ہوتی تھی کہ لڑے بغیر ہی جنگ جیت لی جائے یا اہداف حاصل کر لیئے جائیں۔

سُن زو نے اپنی فوج میں بلند حوصلے کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ اور اُسے جذبۂ شوق

سے متعارف کرایا۔ ساتھ ہی انعام و اکرام اور مالِ غنیمت کی منصفانہ تقسیم کا ذکر کر کے اپنی تحریر کو بے پناہ موثر بنا دیا۔ یعنی اگر ایک سپاہی کو یہ پتہ ہو کہ اگر اسکی فوج نے فتح حاصل کی تو اُسے بھی اسکا حصہ انصاف کے ساتھ ملے گا۔ اور جس نے بے جگری سے مقابلہ کیا ہوگا اُسے اسکا انعام بھی ملے گا تو یقیناً اس فوج میں نہ تو شوق، جذبہ اور حوصلے کی کمی ہوگی اور نہ ہی کبھی اُسے شکست یا بغاوت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

طویل جنگ کی مخالفت کر کے سُن زو نے دونوں عظیم جنگوں کے ذمہ داران کی قابلیت اور اہلیت کو سوالیہ نشان بنا دیا ہے۔ عسکری تاریخ کے بڑے بڑے نام سُن زو کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد بہت چھوٹے لگتے ہیں۔ جنگ کیے بغیر جیتنے کی تعلیم کو ماضی کے حکمرانوں اور عسکری قیادت نے نہ صرف فراموش کیا بلکہ لاکھوں لوگوں کی موت اور عظیم تباہی کے ذمہ دار بھی بنے۔ اور طُرّہ امتیاز تو یہ کہ آج ہمارے کتب گھر اُن کے کارنامے شائع کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

یاد رہے

میدان جنگ میں داخل ہونے کے بعد وقت ضائع کیے بغیر بھرپور حملہ اور فوری فتح ہی شاندار کامیابی ہوگی۔

سُن زو

باب سوم۔ بھرپور فوجی حملہ

سُن زو نے کہا کہ فن حربی کا سنہری اصول یہ ہے کہ دشمن کے پورے ملک پر اس کو تباہ کیے بغیر قبضہ کرلو۔ یعنی ایسی فتح حاصل کرو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے، جنگ بھی جیت لو اور تباہ کاری بھی نہ ہو۔ اور اسی طرح دشمن کی فوج کو جان سے نہ مارو۔ بلکہ گرفتار کرو ان سے ہتھیار ڈلواؤ تا کہ انہیں اپنی طرف کر کے آئندہ اپنے فوجی کی حیثیت سے استعمال کرسکو۔ اور اپنی افرادی قوت میں اضافہ کرسکو۔ اسی تناظر میں سُن زو نے کہا کہ جنگ محاذ پر جیتنا کوئی بڑا کارنامہ نہیں بلکہ دشمن کی قوت مدافعت کو ختم کرنا اور ذہنی طور پر شکست خوردہ کرنا ہی شاندار کامیابی ہے۔

سُن زو نے اپنی تعلیمات میں اس بات کو بہت اہمیت دی کہ دشمن کا منصوبہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور دشمن کی فوجیں صف بندی نہ کرسکیں۔ اور میدان جنگ میں ان پر بھرپور حملہ کیا جا سکے۔ سُن زو دشمن کے شہروں کی ناکہ بندی کے بہت خلاف تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ناکہ بندی کی تیاری میں بہت عرصہ لگ جاتا ہے۔ اور قلعہ کی دیواروں کو سر کرنے میں بہت وقت اور سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ سُن زو کو احساس تھا کہ ناکہ بندی کے دوران افواج کے سپہ سالار اپنا حوصلہ اور حواس کھو سکتے ہیں اور حملے کے دوران بہت زیادہ جانی نقصان اٹھائیں گے۔ اور پھر بھی قلعہ یا شہر فتح نہیں کرسکیں گے۔

سُن زو چاہتا تھا کہ ایک اچھے سپہ سالار کو چاہیئے کہ وہ جنگ کیے بغیر اور ناکہ بندی کیے بغیر دشمن کی فوج کا حوصلہ پست کردے اور فتح حاصل کرلے۔ دشمن بادشاہ کا تختہ الٹ دے اور اپنا نقصان کیے بغیر اپنی فتح کو مکمل طور پر حاصل کرلے۔ سن زو کے مطابق یہ طریقہ عظیم فنی مہارت کی مثال ہوگا۔

سُن زو نے اپنی افواج کی کامیابی کیلئے کچھ زریں اصول وضع کیے۔ اس کے مطابق اگر اپنی افواج کو دشمن کے ایک سپاہی کے مقابلے میں دس سپاہیوں کا تناسب حاصل ہے۔ تو پھر دشمن کو گھیرے میں لیا جائے۔ اور اگر تناسب پانچ کا ہو تو حملہ کر دیا جائے۔ لیکن اگر تناسب دوگنا ہو تو اپنی افواج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ دشمن کے سامنے صف بندی کرے اور دوسرا اسکے عقب میں موجود رہے۔ تا کہ اگر دشمن سامنے سے حملہ کرے تو پیچھے سے اسکو دبوچ لیا جائے۔ اور اگر دشمن پیچھے مڑے تو سامنے سے اسکو تباہ کیا جائے۔

سُن زو کے مطابق اگر اپنی اور دشمن کی فوج کی تعداد برابر ہو تو پھر بھی جنگ ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر تعداد کم ہو تو پھر جنگ سے جان چھڑانا ہی بہتر ہوگا۔ اور اگر افواج کا تناسب واضح طور پر منفی میں ہے۔ تو پھر جنگ کیے بغیر بھاگ جانے میں ہی بھلائی ہے۔ کیونکہ چھوٹی افواج کے مقابلے میں بڑی افواج ہی کو فتح ہوتی ہے۔ سُن زو سمجھتا تھا کہ فوج کا سپہ سالار ملک کی عظمت کا نشان ہے۔ اگر وہ مضبوط ہے تو ملک بھی مضبوط ہوگا۔ لیکن اگر وہ کمزور ہے تو پھر ملک بھی کمزور کہلائے گا۔

سُن زو کے خیال میں ایک بادشاہ تین وجوہات کی بناء پر اپنی افواج کو تباہی کے دہانے پر پہنچا سکتا ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ اگر ایک حکمران اپنی فوج کو جان بوجھ کے آگے یا پیچھے لے جائے اور اُسے اس بات کا احساس ہی نہ ہو کہ اسکی افواج اسکے ان نادان فیصلوں پر عمل پیرا نہ ہو سکیں گی۔ یا پھر یہ کہ اپنی افواج کو اس طرح استعمال کرے جیسے اپنی حکومت کو چلا رہا تھا یعنی اسے پتہ ہی نہ ہو کہ افواج کو کس طرح استعمال کرنا ہے۔ یعنی انسانیت اور انصاف کے وہ تقاضے جو مملکت چلانے کے لیے ضروری ہیں۔ جبکہ افواج کا انتظام موقع اور لچک سے چلانا ہوتا ہے۔ اور آخر میں اپنے افسروں کو ایسی ذمہ داریوں پر معمور کرے جو فوجی اصولوں کے خلاف ہوں اور موقع محل کے مطابق نہ ہوں۔ اس سے سپاہیوں کا اعتماد تباہ ہو جاتا ہے۔

سُن زو نے بتایا کہ اگر فوج مطمئن نہیں یا اعتماد نہیں کرتی تو یقیناً کامیاب نہیں ہوگی۔ اور دشمن اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھائے گا۔ اس سے اپنی افواج میں انتشار پھیلے گا اور فتح ناممکن ہوگی۔ پس یہ بات واضح رہے کہ پانچ باتیں انتہائی اہم ہیں فتح حاصل کرنے کیلئے۔

ا۔ وہی جیتے گا جسے یہ پتہ ہو کہ جنگ کب کرنی ہے اور کب نہیں کرنی۔

۲۔ وہی جیتے گا جو بڑی اور چھوٹی افواج کو صحیح طور پر استعمال کرنا جانتا ہو۔

۳۔ وہی جیتے گا جس کی فوج کے تمام ارکان شوق اور جذبے سے سرشار ہوں۔

۴۔ وہی جیتے گا جس نے تیاری کی ہو اور دشمن کو اچانک دبوچ لے (انتظار کے بعد)۔

۵۔ وہی جیتے گا جس کی افواج میں جنگ کرنے کی سکت ہو اور حکمران رخنہ اندازی نہ کریں۔

باب سوم کے آخر میں سُن زو نے بہت زور دے کے کہا۔ کہ اگر اپنے دشمن کو جانتے ہو، اور اپنے آپ کو جانتے ہو۔ تو جنگ کے نتائج کی فکر نہ کرو۔ لیکن اگر صرف اپنے آپ کو جانتے ہو اور دشمن کو نہیں، تو ہر ایک جیت کے ساتھ ایک ہار کے لیے بھی تیار رہو۔ لیکن اگر نہ اپنے آپ کو جانتے ہو اور نہ ہی دشمن کو تو پھر کبھی بھی کوئی جنگ نہیں جیت سکو گے اور ہمیشہ شکست ہی کا سامنا کرو گے۔

سُن زو نے شروع ہی سے اس بات پر زور دیا کہ اگر جنگ ہو تو پھر نتیجہ ہمارے حق میں آئے۔ اور اس باب میں بھی اسی نقطہ پر زور دیا، کہ دشمن کے ملک کو تباہ کیئے بغیر، دشمن کی فوج کو ختم کیئے بغیر ان پر قبضہ کر لو۔ تاکہ بعد میں اپنے لیے استعمال کر سکو۔ یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر سُن زو آج زندہ ہوتا تو وہ جوہری ہتھیاروں کے بے پناہ خلاف ہوتا۔ کیونکہ وہ جنگ کے دوران کسی بھی بڑی تباہی کے بہت خلاف تھا۔ لیکن پھر سُن زو تو طویل جنگ کے بھی خلاف تھا۔ اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ سُن زو ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرائے گئے جوہری ہتھیاروں کی حمایت کر دیتا کیونکہ اُس تباہی کے بعد جاپان نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور جنگ فوراً بند ہو گئی۔ ہرگز نہیں پہلے تو سُن زو دوسری جنگ عظیم کے اتنا طویل ہونے کے ہی خلاف ہوتا۔ لیکن اگر جنگ طویل ہو ہی گئی تھی تو اس کی کوشش ہوتی کہ جاپان کے بادشاہ کو جوہری ہتھیاروں کی تباہ کاریوں سے ڈرا دھمکا کے ہتھیار ڈلوا دیتا۔ بجائے اسکے کہ جوہری ہتھیاروں کے استعمال کی حمایت کرتا۔ یاد رہے کہ سُن زو صرف ایک فوجی جرنل ہی نہیں تھا بلکہ فلسفی اور فوجی حکمت عملی کا ماہر بھی تھا۔

اسی باب میں سُن زو نے ان بادشاہوں کی خصوصیات کا ذکر کیا جو اپنی حماقتوں سے اپنی اقوام اور افواج کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتے ہیں۔ شاید ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ کیا ہم عراق کے سابق حکمران صدام حُسین کے کویت پر حملے کے اقدام کو فراموش کر سکتے ہیں؟ جس کے

بعد سے عراق کی عوام نے آج تک سکھ کا سانس نہیں لیا۔ یا پھر ہم امریکی صدر بش کے عراق پر حملے اور افغانستان پر چڑھائی کو کس طرح فراموش کر سکتے ہیں جسکی وجہ سے نہ صرف ہزاروں زندگیاں ناحق ضائع ہوئیں بلکہ امریکی معیشت تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی۔

اب سے ڈھائی ہزار سال پہلے جب دنیا کے کسی بھی ملک میں عسکری حربوں کی تعلیم اور تصنیف موجود نہیں تھی۔ یعنی اسٹاف کالج، اور تربیتی اکیڈیمی یا پھر نیشنل ڈیفینس یونیورسٹیاں قیام پذیر نہیں تھیں۔ اس وقت سُن زو نے دشمن کی پہچان اور اس کی طاقت کو پرکھنے کی اہمیت کی نہ صرف نشاندھی کی تھی بلکہ اُسے انتہائی اہمیت کے ساتھ بیان کیا تھا۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ماضی بعید اور ماضی قریب کے حکمرانوں اور عسکری قیادت نے سُن زو کی تعلیمات سے سبق کیوں نہیں لیا۔ اگر میں یہ مان بھی لوں کہ سُن زو کی حکایات کا ترجمہ ان حکمرانوں تک بہت دیر میں پہنچا تو پھر بھی ۱۹۰۵ میں کیل تھراپ اور ۱۹۱۰ء میں لائینل جائلز کے ترجمے تو پہلی جنگ عظیم سے پہلے شائع ہو چکے تھے۔ جب کہ فرانسیسی زبان کا ترجمہ تو نپولین نے پڑھ کر اُس سے فائدہ بھی اٹھایا۔ لیکن اُن حکمرانوں کا کیا کیا جائے جو جان بوجھ کے اپنی اقوام اور اپنی افواج کو تباہی کے دہانے میں دھکیل دیتے ہیں۔ محض اپنی انا اور نفس کی تسکین کے لیے یا پھر طاقت اور اقتدار کے نشے میں اور ایسے لوگ نتائج سے بے خبر رہتے ہیں اور تاریخ میں عبرت کا نشان بن جاتے ہیں۔

باب چہارم۔ فوجی ترتیب

سُن زو نے کہا کہ اچھے جنگجو وہ ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو شکست کے امکان سے دور رکھتے ہیں۔ اور ایسے موقع کی تاک میں رہتے ہیں کہ دشمن کو شکست دے سکیں۔ اپنے آپ کو شکست سے بچانا اپنے ہی ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لیکن دشمن کو شکست دینے کا موقع دشمن خود مہیا کرتا ہے۔ آپ نے صرف اس موقع کا انتظار کرنا ہے اور اس پر نظر رکھنی ہے۔ یعنی آپ کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ کامیابی کس طرح حاصل کرنی ہے۔ بے شک آپ اسکے قابل ہیں یا نہیں۔ شکست سے بچنے کے طریقے دفاعی حربے کہلاتے ہیں۔ جبکہ دشمن کو شکست دینے کیلیئے جارحانہ کاروائی ضروری ہے۔ دفاع کا مطلب ہے کہ طاقت کافی نہیں ہے۔ اور جارحانہ انداز یہ ظاہر کرتا ہے کہ طاقت بے حساب ہے اور جو سپہ سالار دفاعی حکمت عملی کا ماہر ہو، وہ زمین کے خدوخال میں پناہ لیتا ہے۔ اور جو جارحانہ انداز جنگ اپناتا ہے۔ وہ آسمان میں سے بھی نمودار ہو سکتا ہے۔ یعنی ایک طرف تو ہم اپنا دفاع کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور دوسری طرف فتح حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

سُن زو کا خیال تھا کہ ایسی فتح کوئی کمال نہیں جو جنگ کے بعد حاصل ہو۔ اور دنیا خونریزی کا نظارہ کرے۔ بلکہ جیت تو وہ ہے جس میں دشمن کو یہ پتہ نہ لگے کہ جنگ کی تیاری ہے۔ اور بغیر خون کا ایک بھی قطرہ بہائے دشمن ہتھیار ڈال دے۔ یعنی فتح ایسی جسے حاصل کرنے میں پسینہ بھی نہ آئے جان بھی نہ جائے اور مال بھی نہ خرچ ہو۔ گویا سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

اور ہاں فتح وہ ہے جس میں کوئی غلطی نہ ہو۔ یعنی جب فتح حاصل ہو تو دشمن شکست خوردہ ہو۔ فاتح وہ ہے جو اس چیز کو یقینی بنا دے کہ اس کو شکست ہو ہی نہیں سکتی اور صرف جیت ہی اسکا

مقدر بنے گی۔ سپہ سالار جو اپنی افواج میں اعتماد پیدا کرتا ہے۔ ان کو اپنا وفا شعار بناتا ہے اور اپنے وضع کیئے ہوئے طور طریقوں اور نظم وضبط کی پاسداری کرتا ہے وہ طاقت رکھتا ہے کامیابی حاصل کرنے کی۔ پس یہی ہیں جنگی حربے اور فوجی ترتیب۔ جو کمانڈر انہیں سمجھ لیتا ہے کامیابی اُسکے قدم چومتی ہے اور جو نہیں سمجھتا شکست اسکا مقدر بنتی ہے۔

اس باب میں سُن زو نے فوج کے ہر طرح کے سپہ سالاروں کو جنگ کرنے کے طریقے سکھانے کی کوشش کی ہے۔ سُن زو نے دفاعی حکمت عملی اور جارحانہ انداز دونوں ہی کو تقریباً برابری کی بنیاد پر اہمیت دی۔ سُن زو نے بار بار کہا کہ قابل تحسین فتح وہ ہے جو خون بہائے بغیر اور تباہی مچائے بغیر حاصل کر لی جائے۔ اور یہ تو تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب ایسی حکمت عملی اپنائی جائے کہ دشمن خود ہی حوصلہ ہار جائے، اور جنگ کیے بغیر ہی ہتھیار ڈال دے۔ لیکن ایسی فتح کے حصول کے لیئے ضروری ہے کہ بے پناہ تیاری کی جائے۔ موقع کی تلاش میں رہا جائے، اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھا جائے۔ شاندار تربیت کی جائے، نظم وضبط برقرار رہے اور اپنی قوت میں اضافہ کیا جائے تاکہ کامیابی حاصل ہو سکے۔

سُن زو کے اس نظریے کی جتنی بھی پذیرائی کی جائے کم ہوگی۔ جس کے مطابق وہ دشمن سپہ سالار کے عسکری حربوں کو شکست دینے کی تلقین کرتا ہے۔ سُن زو کے بقول مکمل فتح تب ہی ممکن ہوگی جب آپ دفاع اور جارحانہ انداز میں توازن کو برقرار رکھتے ہوئے، انہیں وقت اور موقع کی ضرورت کے تحت استعمال کریں تاکہ دشمن جو کچھ چاہتا ہے وہ حاصل نہ کر سکے، اور آپ جو کچھ چاہتے ہیں اُسے آپ کا دشمن روک نہ سکے۔ یعنی ایسی حکمت اور ایسے موقع کی تلاش جو دشمن کو لاجواب کر دے، اور وہ پسپائی پر مجبور ہو جائے۔ اور آپ مکمل فتح حاصل کر سکیں۔ اور اس کے لیے جتنا بھی انتظار کرنا پڑے ضرور کریں۔ کیوں کہ جلد بازی آپ کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے، اور پھر تباہی کے دہانے پر پہنچا دے گی۔

دورِ حاضر میں چین کی ترقی کا راز شاید اسی صبر اور انتظار کا نتیجہ ہے۔ جو یقیناً صرف اور صرف سُن زو کی تعلیمات سے ہی ملتا ہے۔ چین نے ہانگ کانگ اور مکاؤ کو جس قدر صبر اور انتظار کے بعد حاصل کیا اور وہ بھی کسی جنگ کے بغیر تو یہ یقیناً سُن زو کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ اور اب بھارت کے ساتھ ارونا چل پردیش کے تنازعے پر بھی چین کا رویّہ انتہائی مدبرانہ ہے۔

اسی طرح تائیوان کے معاملے میں بھی چین انتہائی تحمل اور صبر و ضبط کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ پس یہ ثابت ہوا کہ جو اقوام اپنے مُفکّروں، اور بزرگوں کے اقوالِ زریں پر عمل کرتی ہیں، یقیناً کامیاب ہوتی ہیں۔ چین پاکستان کا انتہائی اہم ہمسایہ اور قریبی دوست ملک ہے، اور اُس نے ہمیشہ پاکستان کو بھارت سے کشمیر کے معاملے میں جنگ سے باز رہنے کا مشورہ دیا ہے، اور صبر و تحمّل کی تلقین کی ہے۔

اور ہاں

موقع محل دیکھ کر اپنے منصوبوں میں ردوبدل کرو اور نئی راہوں کو تلاش کرتے رہو۔

سُن زو

باب پنجم۔ بھرپور فوجی طاقت کا مظاہرہ

سُن زو ایک بڑی فوج کو ایک جگہ اور ایک ہی کمانڈر کے نیچے رکھنے کا قائل نہیں تھا۔ اس نے کہا بڑی فوج اور چھوٹی فوج کو لڑانے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ بس طور طریقے اور قانون وضع کرنے ضروری ہیں۔ سُن زو نے کہا دشمن کے حملے کا زور برداشت کرنے کیلئے ضروری ہے کہ براہ راست مقابلہ بھی مختلف زاویوں سے کیا جائے۔ براہ راست صرف سامنا کرنے کے لیے لیکن جنگ جیتنے کیلئے ضروری ہے کہ مختلف انداز اپنائے جائیں۔ مختلف انداز اور زاویوں کی جنگ اگر صحیح انداز میں لڑی جائے تو بالکل اسی طرح ہے جیسے زمین اور موسم کا استعمال۔ بدلتے موسم کی طرح۔

سُن زو کے مطابق جس طرح موسیقی، رنگ، اور خوشبو کے کچھ بنیادی جُز ہوتے ہیں اُسی طرح جنگ کے بھی کچھ بنیادی اصول ہوتے ہیں۔ یعنی موسیقی کے پانچ بنیادی ترنگ ہیں۔ جن کے امتزاج سے مزید دُھنیں دریافت کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح پانچ رنگ بنیادی ہیں اور ان سے ڈھیروں رنگ بن جاتے ہیں۔ یعنی مبادیات چند ایک ہی ہوتی ہیں لیکن ان کو مختلف انداز سے استعمال کرنے سے ڈھیروں نت نئے منصوبے اور طریقے اپنائے جاسکتے ہیں۔

سُن زو نے کہا کہ اسی طرح جنگ میں بھی دو طریقے نمایاں ہوتے ہیں، یعنی براہ راست اور غیر براہ راست لیکن ان دونوں طریقوں کو مختلف انداز میں ملانے سے بہت سے نت نئے طریقے اپنائے جاسکتے ہیں۔ یعنی سُن زو ہر دفعہ ایک نئی تکنیک کے ساتھ میدان جنگ میں اترنے کی تعلیم دیتا تھا۔

سُن زو کا خیال تھا کہ فوج کی آمد ایک طوفان کی مانند ہے، جو اپنے راستے میں آنے

والی ہر دیوار کو بہا کر لے جائے گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ فیصلہ بروقت ہو، تاکہ پوری قوت سے دشمن پر جھپٹا جائے۔ طاقت کمان کی مانند ہو اور فیصلہ تیر کی مانند، تاکہ نشانہ صحیح شکار پر لگ سکے۔

سُن زو میدان جنگ کے نقشے سے بہت خوب واقف تھا، اور اسے اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ دوران جنگ افراتفری ایک عام سی بات ہے اور عین متوقع ہے۔ لیکن منصوبہ درست ہو اور وقت کا تعین صحیح کیا گیا ہو تو پھر شکست آپکے نزدیک نہیں آئے گی۔ سُن زو کی تعلیمات میں اس بات کا ذکر بارہا ملتا ہے کہ دشمن پر اپنے ارادے واضح نہ کرو، اور کچھ اس طرح منصوبہ بندی اور بعد ازاں عمل کرو کہ دشمن تمہاری طاقت کا اور تمہاری کمزوری کا اندازہ نہ لگا سکے۔ بس یہی چیز تمہاری کامیابی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

سُن زو نے اپنی کتاب میں بے پناہ ایسے واقعات کا ذکر کیا جب کامیاب فوجوں نے اپنے دشمن سے اپنی اصل قوت کو اس وقت تک چھپایا۔ جب تک وہ پوری طرح ان کے نرغے میں نہ آ گیا ہو۔ سُن زو کے مطابق دشمن پر اپنی طاقت، قوت، اور ارادے مت ظاہر کرو بلکہ غلط اور کمزور تصویر پیش کرو، تاکہ وہ براہ راست حملہ کرنے کی غلطی کرے، اور پھر اسے ختم کر کے فتح حاصل کر لو۔

سُن زو اپنی افواج کو ٹکڑیوں میں تقسیم کر کے مختلف سمت سے بیک وقت حملہ کرنے کے حق میں تھا۔ اس طرح اسکی افواج ایک سیسہ پلائی دیوار اور دو دھاری تلوار کی مانند اپنا کام کرتی تھیں۔ سُن زو کے مطابق افواج میں اتحاد، یگانگت، شوق، جذبہ اور حرکت پیدا کرنا کامیابی حاصل کرنے کیلئے بہت ضروری تھا۔

سُن زو ایک نہایت باکمال شخصیت کا مالک تھا وہ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ نڈر بھی تھا اور نئی نئی باتیں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اس باب میں اس نے اپنی افواج کو مختلف زاویوں سے حملہ کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ سُن زو جنگ کے دوران قوتِ رفتار اور معیار حرکت کے اصولوں پر یقین رکھتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ بنیادی اصول محض چند ایک ہی ہوتے ہیں۔ لیکن ہوشیار سپہ سالار وہ ہوتا ہے جو بنیادی اصولوں کو اس طرح ترتیب دیتا ہے کہ ہر دفعہ ایک نئی تدبیر سامنے آئے، تاکہ دشمن ششدر رہ جائے، اور تمہارے منصوبے کو نہ سمجھ سکے۔

بس یہی ایک چیز جنگ کیے بغیر کامیابی دلا سکتی ہے۔ سُن زو جنگ میں دھوکے اور فریب کو بہت اہمیت دیتا تھا۔ تاکہ دشمن کو اُسکے ارادوں کا نہ تو علم ہو سکے، اور نہ ہی وہ صحیح اندازہ کر

سکے۔ یعنی اگر سُن زو جاسوسی کی حمایت کرتا تھا، تو ساتھ ہی اپنے منصوبوں کی حفاظت بھی اس کی اوّلین ترجیحات میں ایک تھیں۔ اس باب میں سُن زو کی کہی ہوئی ہر بات آج بھی روز روشن کی طرح اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ سُن زو کی سوچ میں بے پناہ راز پنہاں ہیں۔ جن کا تجزیہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ مثلاً سُن زو کی یہ مثال کہ موسیقی، رنگ اور خوشبو کے بنیادی اجزاء تو چند ایک ہی ہوتے ہیں لیکن ان کے امتزاج سے دنیا کو مختلف تصویر دکھائی جا سکتی ہے۔ اور پھر اس مثال کو جنگ کے طریقوں سے موازنہ کر کے سُن زو نے تحقیق کے لیے نئے دروازوں کو کھٹکھٹانے کا شوق بیدار کر دیا۔ ذرا سوچیے کہ جس طرح موسیقی، رنگ اور خوشبو کے امتزاج کی کوئی حد نہیں اسی طرح جنگ اور سیاست کے طریقوں اور نتائج کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔

جس طرح بین الاقوامی تعلقات میں کوئی بھی بات حرفِ آخر نہیں ہوتی، نہ ہی کوئی مستقل دوست اور نہ ہی کوئی ازلی دشمن ہوتا ہے، اسی طرح کوئی دو جنگیں یا تنازعے ایک جیسے نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی ایک طریقے سے حل کیے جا سکتے ہیں۔ یعنی ایک ہی لاٹھی سے پورے ریوڑ کو ہانکنا شاید اب ممکن نہیں رہا۔ دور حاضر میں کوئی بھی ریاست اپنے ہر پڑوسی کے ساتھ ایک جیسا سلوک روا نہیں رکھ سکتی۔ موقع محل دیکھ کر اور اپنی طاقت اور کمزوریوں کو نظر میں رکھتے ہوئے ہی دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات استوار کیے جاتے ہیں۔ اور اگر کسی ریاست کے ساتھ تنازعہ کھڑا ہو جائے تو پھر انتہائی حکمت سے کام لیتے ہوئے، اُسے حل کرنا ہی عین عقلمندی ہے۔

کوئی بھی ریاست ہر وقت طبلِ جنگ بجانے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اور جو طاقتیں آج ایسا کر رہی ہیں۔ اور یا جنہوں نے ماضی بعید یا ماضی قریب میں ایسا کیا، انکا حشر ہم دیکھ چکے ہیں، اور دیکھ رہے ہیں۔ محض بیسویں کی صدی میں ہم نے دیکھا کہ جرمنی اور جاپان نے کس طرح اپنے آپ کو تباہ کیا، اور اب دوبارہ ابھرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں۔ انگریزوں کی حکومت جس میں سورج غروب نہ ہوتا تھا، اب کس طرح امریکہ کا دست راست بنا ہوا ہے، اور امریکہ جو تقریباً پچھلے ایک صدی سے دنیا ایک بڑی فوجی اور معاشی طاقت ہے۔ آہستہ آہستہ تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے، محض اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اور اپنی طاقت کے نشے میں دنیا کی دوسری چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر فوجی کاراوائی کے نتیجے میں۔

امریکی سُن زو کو پڑھتے تو ہیں، لیکن اُس پر عمل کرتے نظر نہیں آتے، شاید اس لیے کہ وہ چینی نژاد باشندہ تھا۔

دیکھو

جنگ اچھا عمل نہیں ہے۔ بغیر جنگ کئے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

سُن زو

باب ششم۔ افواج کی طاقت اور کمزوری

سُن زو نے اپنی تعلیمات میں افواج کی طاقت اور کمزوری کا بہت ذکر کیا ہے۔ وہ میدان جنگ میں سب سے پہلے دشمن پر نفسیاتی برتری حاصل کرنے کا قائل تھا۔ اس لیے وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے جنگ کرے، نہ کہ وہ دشمن کی چالوں کا جواب دے۔ اس طرح ابتدا سے ہی دشمن پر برتری حاصل کی جاسکتی ہے، اور دشمن کو دفاع پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

سُن زو کے خیال میں دشمن کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا جائے، اسے پریشان اور خوفزدہ رکھا جائے۔ اسے ایک ہی جگہ پر نہ لڑنے دیا جائے اور اسے بار بار اپنی جگہ تبدیل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اور اُسے ان جگہوں پر نقصان پہنچایا جائے جہاں وہ توقع نہ کر رہا ہو۔

سُن زو نے ایک بہت دلچسپ بات کی ہے، کہ افواج ان علاقوں میں آزادی سے سفر کرسکتی ہیں، جہاں ان کے دشمن نہ ہوں اور ان جگہوں پر آسانی سے قبضہ کرسکتی ہیں، جہاں کسی بھی قسم کا دفاعی نظام نہ ہو، یا پھر ان محفوظ مقامات پر جہاں حملہ کرنا ممکن ہی نہ ہو، اور سپہ سالار وہی بہتر ہے، جس کے دشمن کو یہ پتہ نہ ہو کہ وہ کہاں سے حملہ کرے گا۔ اور مزید برآں دفاع پر ہو تو دشمن کو یہ سمجھ میں نہ آئے کہ حملہ کہاں سے کرے۔

سُن زو نے ایک بار پھر کہا کہ ماہر شخص وہی ہے جو بلندی پر سے حملہ آور ہوتا کہ اس کا دشمن مقابلہ ہی نہ کر سکے۔ یعنی ان جگہوں پر حملہ ہو جن کا دشمن دفاع نہ کر سکے۔ اور جب یہ ماہر شخص دفاع کرے، تو ایسے کہ زمین اسکی محافظ بن جائے اور دشمن کو اسکی موجودگی کا پتہ نہ چل سکے۔ یعنی دشمن اس پر حملہ کر ہی نہ سکے۔ اس کے خیال میں اپنے منصوبوں کو اس قدر تحفظ دو کہ دشمن تمہیں نہ دیکھ سکے۔ اور نہ

سن سکے۔اور صرف دشمن کی کمزوریوں پر حملہ کرو،اور پھر انتہائی پھرتی سے دشمن کی پہنچ سے دور نکل جاؤ۔

اور دوبارہ جب جنگ کرنا چاہو تو دشمن کو مجبور کرو کہ وہ تم سے تمھاری مرضی کے مطابق جنگ کرے۔ ہمیشہ ایسی سمت سے حملہ کرو جس کیلئے دشمن تیار نہ ہو۔ اور اگر دشمن حملے کیلئے آرہا ہو، تو پیچھے سے اس کی رسد کو منقطع کردو۔ کوشش کرو کہ دشمن کے بادشاہ پر براہ راست حملہ کرو، تاکہ اسکی افوج کا حوصلہ پست ہو جائے اور اگر جنگ نہیں کرنا چاہتا تو بے شک لیکن اگر دشمن کو تمہارے ٹھکانوں کا علم ہو بھی جائے، تو کچھ ایسا مختلف کام کردو کہ اسے سمجھ ہی نہ آئے کہ ہوا کیا ہے۔ دشمن کا پتہ چلاؤ، اور خود کو چھپا کے رکھو، اپنی فوج کو متحد کرو اور دشمن کو تقسیم کردو، اگر دشمن کے ٹھکانوں کا پتہ ہو تو ان کو نشانہ بنانا آسان ہوگا۔ اور اسی طرح اگر ہم نے ٹھکانے پوشیدہ رکھے تو دشمن اپنی فوجیں تقسیم کرکے ہر طرف سے حملہ کے خدشہ کی خاطر دفاع کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس طرح تم ایک متحد اور بڑی فوج کے ساتھ ایک منقسم اور چھوٹی فوج سے لڑو گے اور پھر فتح تمہارا مقدر بنے گی۔ اور دشمن مشکل میں ہوگا۔

سُن زو نے اس بات پر بہت زور دیا کہ دشمن کو کسی بھی صورت میں یہ نہ پتہ لگے کہ اس پر حملہ کس جانب سے ہوگا۔ اور اصل میدان جنگ کہاں ہوگا۔ تاکہ وہ اپنی فوج کو تقسیم کرنے پر مجبور ہو جائے اور تمہارا تناسب اس سے بہتر رہے۔ اور ہاں اگر دشمن سامنے سے مضبوط ہے تو پھر پیچھے سے کمزور ہوگا۔ اگر دائیں جانب سے مضبوط ہے تو بائیں سے کمزور ہوگا۔ اور اگر بائیں سے مضبوط ہے تو دائیں سے کمزور ہوگا۔ اور اگر ہر جگہ مضبوط ہونا چاہے تو سمجھ لو کہ پھر ہر جگہ کمزور ہوگا۔

سُن زو نے یہ بات بہت زور دے کے کہی کہ عددی کمزوری اس وقت ہوگی جب ہم ایک ممکنہ حملے کی تیاری کر رہے ہوں، جبکہ اگر ہم اپنے دشمن کو مجبور کریں کہ وہ ہم پر حملہ کی تیاری کرے تو پھر منظر مختلف ہوگا۔ بہت ضروری ہے کہ آئندہ جنگ کی جگہ اور وقت کا پتہ ہو۔ فاصلے سے فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن اگر جگہ بھی نہیں پتہ اور وقت بھی تو پھر یاد رہے کہ بایاں دائیں کو اور دایاں بائیں کو، آگے والا پیچھے والے کو اور پیچھے والا آگے والے کی مدد نہیں کر سکے گا۔

فرض کرو کہ دشمن کی تعداد تم سے زیادہ ہے تو بھی جنگ سے بچا جا سکتا ہے۔ پس اس کے منصوبے اور کامیابی کے گر اور امکانات کا پتہ کرو۔ دشمن کو چڑھاؤ، اسکی کمزوریوں کا اندازہ لگاؤ اور پتہ کرو، اپنی افواج کا موازنہ نہ کرو۔ اور دیکھو کہ تمہاری مضبوطی کہاں ہے اور کمزوری کہاں ہے۔

پس کسی بھی طرح اپنی کمزوریوں کو چھپالو اور دشمن کے جاسوسوں سے اپنی صفوں کو محفوظ کرلو اور اپنی فتح کو تلاش کرو، دشمن کے منصوبوں میں انفرادی کوششوں سے چھوٹی چھوٹی کامیابی تو مل سکتی ہے لیکن مکمل فتح کے حصول کیلئے بڑے منصوبہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے۔

سُن زو نے کہا کہ فوجی چالیں پانی کے دھاروں کی طرح ہوتی ہیں۔ قدرتی عمل یہی ہے کہ پانی بلندی سے گہرائی کی طرف گرتا ہے اسی طرح جنگ میں بھی مضبوط دفاع پر حملہ کرنے کی بجائے کمزور حصوں کو نشانہ بنانا ہی عقلمندی ہے۔ جنگ کا نقشہ ایک سا نہیں رہتا اور وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ لیکن پانچ چیزیں یعنی لکڑی، آگ، پانی، دھات، اور زمین ہمیشہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جس طرح موسم ایک دوسرے کو موقع دیتے ہیں۔ جس طرح کبھی بڑے دن اور کبھی بڑی راتیں، جس طرح چاند رات گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑا ہوتا ہے اور پھر کم ہو جاتا ہے۔ ایک سپہ سالار کو بھی چاہیئے کہ بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ اپنے منصوبوں میں تبدیلی کرتا رہے۔ دشمن کے حربوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہے، پس وہی سپہ سالار ہمیشہ کامیاب رہے گا، جو اپنے رویّے اور منصوبوں میں لچک کا مظاہرہ کرے گا۔

چونکہ سُن زو براہِ راست جنگ کا مخالف تھا، اس لیے اسکی تعلیمات میں بیشتر وہ چیزیں درج ہیں جن سے بھرپور تیاری کی اہمیت، دشمن کے بارے میں درست اور مکمل اطلاعات، دشمن پر جبر اور زبردستی کا سبق ملتا ہے۔ تاکہ مقاصد بھی حاصل ہو جائیں اور جنگ بھی نہ کرنی پڑے۔ یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ سُن زو نے قطعہ زمین اور موسم کو بے پناہ اہمیت دی، اور اپنی ہر مہم کے دوران ان دونوں جزوں کے صحیح اور موافق استعمال کی اہمیت پر زور دیا۔ سُن زو چاہتا تھا کہ حکمران اور فوج کے سربراہ اپنی افواج کے مضبوط اور کمزور پہلوؤں کو اچھی طرح سے جان لیں، تاکہ ان کا صحیح استعمال کر کے جنگوں میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

چونکہ سُن زو فتح بغیر جنگ کے فلسفے کا موجد اور پیروکار تھا، اس لیے وہ دشمن کی نفسیات کو سمجھنے کی اہمیت پر بہت زور دیتا تھا۔ سُن زو دشمن کو نفسیاتی طور پر بے بس اور ناکارہ بنانے کا قائل تھا۔ اسی لیے اُس کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ معاملات کو حل کرنے کے سلسلے میں پہل کرے اور اپنی پسند کے مقام پر جنگ کرے۔ دشمن کے کمزور حصوں کو نشانہ بنائے اور مضبوطی کو انتہائی چالاکی سے درگزر کر دے۔ اور ان تمام فوائد کے حصول کے لیے سُن زو نے مناسب موقع کی تلاش اور اس کے انتظار کی اہمیّت پر بہت زور دیا۔

تباہ ہو جاؤ گے

اگر ریاست اور فوج میں ہم آہنگی نہیں ہے تو مہم جوئی کا خیال دل سے نکال دو۔

سُن زو

باب ہفتم۔ عسکری حربے

سُن زو نے اس باب میں سیاسی اور عسکری باتیں بہت دانائی سے کی ہیں۔ باب کے شروع میں سُن زو نے واضح کیا کہ اگر ریاست میں ہم آہنگی نہیں ہے تو کوئی معرکہ آرائی نہیں کی جاسکتی اور اگر فوج میں ہم آہنگی نہیں ہے تو کوئی جنگ نہیں جیتی جاسکتی۔ جنگ کیلئے احکامات تو بادشاہِ وقت کی طرف سے ملتے ہیں لیکن اس کے بعد سپہ سالار کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوج کو ترتیب دے، انہیں تیار کرے اور فوج کے مختلف اداروں کو اس طرح استعمال کرے کہ ان کا اثر جنگ میں مثبت نتائج دے سکے۔ اور جب تیاری مکمل ہوجائے تو زور دے میدان جنگ میں عسکری حربوں پر جو کہ سب سے مشکل کام ہے۔

دراصل دوران جنگ چیزیں بہت تیزی سے تبدیل ہوتی ہیں۔ اس لیے ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے انہیں اپنے فائدہ کے لیے موڑ لینا ہی دانائی ہے۔ سُن زو نے حرب سازی سے متعلق مختلف جنگوں کا بھی ذکر کیا کہ کچھ سپہ سالار کس قدر ہوشیاری سے اپنی افواج کو بہتر موقع فراہم کرتے ہیں اور پھر اسکے بعد جنگ جیتنا آسان ہوجاتا ہے۔

آگے چل کر سُن زو لکھتا ہے کہ ایک منظّم فوج کو حرب سازی اور گُر سکھانا آسان ہے لیکن غیر منظّم تنظیموں کو حربی گُر بتانا بہت مشکل ہے۔ اس کے علاوہ سُن زو ابتدائی دستے کی اہمیت اور افادیت کا حد درجہ قائل تھا اس کے بقول مکمل فوج کو میدان جنگ میں پہنچانے میں بہت دیر بھی ہو سکتی ہے اس لیے اگر ابتدائی دستہ اہم چوٹیوں پر اپنی چوکیاں بنالے تو بعد میں اسکا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ اپنی پوری فوج کو دن اور رات کا سفر کرکے تیزی سے میدان جنگ میں پہنچانے کی کوشش کریں، تو یاد رہے صرف طاقتور مضبوط جوان اور انکے رہبر ہی مقام پر پہنچ سکیں گے باقی

فوج پیچھے رہ جائے گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ افواج پر اس قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے کہ وہ جنگ سے پہلے ہی تھک چکی ہوں اور آپ کو شکست دینے میں دشمن کو زیادہ محنت نہ کرنی پڑے۔

سُن زو نے جنگ میں اتحاد کے بارے میں بہت اہم بات کی کہ ہم اپنے پڑوسی کے عزائم کو صحیح طرح جانے، سمجھے اور جانچے بغیر اس سے اتحاد نہیں کر سکتے۔ اسکے علاوہ ہم انجان راستوں پر پُر اعتماد سفر نہیں کر سکتے۔ جب تک ہمیں اس علاقے کی زمین، پہاڑ، جنگل، ندی نالے کے بارے میں نہ پتہ ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس علاقے کے لوگوں سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ جنگ کے دوران مختلف تربیتی حربے استعمال کرو اس وقت چلو، جب دشمن پر سبقت یقینی ہو۔ فوج کی تقسیم یا ان کا یکجا رہنا حالات پر منحصر ہوگا۔ اپنی حرکت کو اتنا تیز کرو جیسے ہوا چلتی ہے اور انہیں اس قدر متحد رکھو جیسے گھنا جنگل، حملہ اور لوٹ مار ایسی ہو جیسے آگ لگی ہو۔ لیکن اگر کھڑے ہو تو پھر ایسے جیسے پہاڑ۔ اپنے منصوبوں کی حفاظت کرو اور جب نکلو تو بجلی کی طرح۔ جب مالِ غنیمت لوٹو تو اپنے جوانوں میں تقسیم کر دو۔ اور جب نئے علاقہ پر قبضہ کرو تو اُسے بھی اپنے فوجیوں میں تقسیم کر دو تا کہ انہیں فائدہ ہو۔

سُن زو نے بار بار بھرپور تیاری کی اہمیت پر زور دیا۔ جنگ کے لیے سفر شروع کرنے سے پہلے مشاورت کی اہمیت پر بھی بہت زور دیا۔ اور کہا کہ کامیابی وہی حاصل کرے گا جو دوران جنگ مختلف حربے اپنائے گا۔ سُن زو نے اپنی تعلیمات میں سپہ سالار کے احکامات کو واضح انداز میں سپاہیوں تک پہنچانے کی اہمیت پر بہت زور دیا اور اسی لیئے ڈھول، تاشہ اور جھنڈے کے ذریعے احکامات کو بہت اہمیت دی۔ اور کہا کہ اگر ایسا نہیں کرو گے تو بڑی افواج میں نظم وضبط قائم نہ رکھ سکو گے۔ سُن زو نے رات کی جنگ کے دوران آگ، ڈرم اور ڈھول سے اشاروں کی ہدایت کی اور دن کے وقت ڈھول اور جھنڈوں کے ذریعے تا کہ سپاہی انہیں سن بھی سکیں اور دیکھ بھی سکیں۔ سُن زو نے واضح کیا کہ تنظیم کے بغیر فوج کا حوصلہ پست کیا جاسکتا ہے، اور سپہ سالار کو مفلوج کیا جاسکتا ہے۔

سُن زو نے ایک اور بات بڑے اعتماد سے کی کہ ایک فوجی کا حوصلہ سب سے بلند صبح کے وقت ہوتا ہے، دوپہر کو کچھ کم، اور رات کو تو وہ اپنے خیمے میں جانے کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔ اس لیے ایک سمجھ دار سپہ سالار انتظار کرتا ہے کہ جب دشمن کے سپاہیوں کا حوصلہ کم ہو اس وقت حملہ کیا جائے۔ اسے کہتے ہیں دشمن کی نفسیات کی مطالعہ سازی۔ منظّم اور مطمئن۔ انتظار کرو دشمن کی صفوں میں انتشار کا۔ اسے کہا حوصلہ برقرار رکھنے کا فن۔ دشمن کے دور ہوتے ہوئے اگر آپ اپنی منزل کے قریب پہنچ جائیں، اور انتظار کریں اطمینان سے جبکہ دشمن مشکل سے میدان جنگ پہنچ رہا ہو۔ اپنی افواج کو تازہ دم

رکھو جب کہ دشمن تھکاوٹ سے چُور ہو۔ اسے کہتے ہیں اپنی فوج میں طاقت بڑھانے کا فن۔ لیکن جب دشمن منظّم ہو اور تیار ہو، تو اس پر حملہ کرنے سے گریز کرو۔ اسے کہتے ہیں حالات کو سمجھنے کا فن۔

سُن زو نے چند عسکری اصولوں کا ذکر بھی کیا کہ جب دشمن بالائی سطح پر ہو تو حملہ نہ کرو۔ اور جب دشمن نیچے کی طرف آ رہا ہو تو اس کی راہ میں نہ آؤ۔ اس دشمن کے پیچھے نہ جاؤ جو تیاری کر رہا ہو۔ اس سپاہی سے نہ لڑو جسکا حوصلہ بلند ہو۔ اور اگر دشمن چالبازی کا جال بچھا رہا ہو، تو اُسکے جال میں نہ پھنسو۔ اور جب افواج اپنے وطن کی طرف لوٹ رہی ہوں تو پھر انہیں کسی اور معرکے کی طرف نہ روانہ کرو کیونکہ وہ ذہنی طور پر تیار نہیں ہونگی اور شکست ان کا مقدر بنے گی۔ اور جب دشمن کو گھیرے میں لے لو، تو اس کے لیے کوئی ایک راہِ فرار ضرور چھوڑ دو اسکا مقصد یہ نہیں کہ اُسے راستہ دیا جا رہا ہے، بلکہ اسکا مقصد یہ ہے کہ دشمن کو پتہ رہے کہ بغیر لڑے بھی نجات مل سکتی ہے۔ اور اس طرح پھنسے ہوئے دشمن سے جنگ کیئے بغیر بھی فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ پس یہی ہے فنِ حربی یا فنِ عسکریت۔

اس باب میں سُن زو نے سِول ملٹری تعلقات میں ہم آہنگی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ کہ اگر حکمرانوں اور افواج میں یگانگت نہیں ہے تو پھر معرکہ آرائی نہیں ہو سکے گی۔ کچھ اسی طرح کی بات کئی صدیوں کے بعد کلازوِٹز نے عوام، حکومت اور افواج میں ہم آہنگی کی اہمیت کے حوالے سے کی ہے۔ سُن زو نے سول حکمران کی اوّلیت پر زور دیا۔ اور فوج کے سپہ سالار کو اس کا تابع اور وفادار رہنے کی تلقین کی۔ لیکن اس بات پر بھی زور دیا کہ فوج کی تربیت اور جنگ کی تیاری سپہ سالارِ اعلیٰ کی اہم ذمہ داری ہے۔ یعنی اہداف مقرر کرنا اور ذرائع فراہم کرنا اور سپہ سالار کا انتخاب حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ اور ان اہداف کو حاصل کرنا، فراہم کیے گئے ذرائع کا صحیح استعمال کر کے افواج کی ترتیب اور جنگ کی تیاری سپہ سالارِ اعلیٰ کی ذمہ داری ہے۔

یقیناً سُن زو کی تعلیمات میں اس سلسلے میں ذرہ برابر بھی ابہام نہیں ہے۔ اور جن اقوام نے اس بات کو سمجھ لیا، وہاں اب یہ موضوع زیرِ بحث بھی نہیں ہے۔ لیکن جن ریاستوں کے حکمرانوں اور افواج نے یہ بات نہیں سمجھی یا نہیں سمجھنی چاہی، وہاں یہ موضوع نہ صرف زیرِ بحث رہتا ہے بلکہ بے پناہ مسائل کا ذمہ دار بھی ہے۔

اِسی باب میں سُن زو نے فوج میں نظم وضبط کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ غیر منظّم تنظیموں کو عسکری داؤ پیچ سکھانا بہت مشکل ہے۔ شاید اِسی لیے دنیا بھر کی غیر ریاستی عسکری تنظیمیں بھی نظم وضبط کے حصول کو بے پناہ اہمیت دیتی ہیں۔ اِسی طرح سُن زو نے دوسری ریاستوں سے الحاق کے سلسلے میں واضح کیا کہ جب تک ان کے ارادے اور عزائم کا علم نہ ہو، اُن

سے اتحاد کرنے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ محض اپنی سلطنت کو وسیع کرنے کے لیئے یا پھر اپنی افواج کی تعداد بڑھانے کے لیئے اتحاد اور الحاق نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی بڑی دانائی کا کام ہے۔ صدیوں بعد حقیقت پسندوں نے بھی کچھ اِسی طرح کی بات کی کہ اس دنیا میں ریاستیں ایک دوسرے کی نہ تو دوست ہوتی ہیں اور نہ ہی دشمن۔ بس وہ اپنا اپنا فائدہ دیکھ کر ہی فیصلہ کرتی ہیں۔

اسی باب کے اختتام پر سُن زو نے ایک انتہائی اہم بات کی کہ دشمن خواہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو، اور اُسے میدان جنگ میں کتنی ہی بڑی شکست کا سامنا کیوں نہ ہو، اُسے دیوار سے نہ لگاؤ، اور اس کے لیے راہِ فرار ضرور رکھو۔ کیونکہ اگر دشمن یہ جان لے کہ اب وہ نہیں بچ سکے گا، تو پھر وہ بے پناہ بے جگری سے لڑے گا۔ ہو سکتا ہے وہ مرتے مرتے بھی تمہیں بہت زیادہ نقصان پہنچا دے۔ لیکن اگر دشمن کو یہ پتہ ہو گا کہ شکست یقیناً اسکا مقدر بن چکی ہے، لیکن پھر بھی وہ راہِ فرار حاصل کر سکتا ہے، تو شاید تمہیں جنگ کیئے بغیر بھی فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کیا سُن زو نے بارہا یہ نہیں کہا کہ جنگ کیئے بغیر جنگ میں کامیابی حاصل کرنا ہی شاندار کامیابی ہے۔

ریاست اور فوج میں ہم آہنگی سے متعلق سُن زو کی تحریر نے اتحاد اور یگانگت کی ضرورت اور اسکی اہمیت کو انتہائی مُوثر انداز میں بیان کیا ہے۔ سُن زو نے فوج کو ریاست کا انتہائی اہم جُز قرار دیا، اور اسی لیے فوج کے سپہ سالار کو بھی اپنی تعلیمات میں انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا۔ فوج کی ترتیب، جنگ کی تیاری اور حکمت عملی سے متعلق فوج کے سپہ سالارِ اعلیٰ کے وضع کردہ حربوں کو انتہائی اہم اور ضروری قرار دیا۔ لیکن یہ واضح کر دیا کہ فیصلہ حکمران کا ہو گا اور طریقہ کار سپہ سالار کا۔ اور ان دونوں عہدوں میں ہم آہنگی کو انتہائی اہم اور بے حد ضروری قرار دیا۔ کیونکہ سُن زو کے مطابق اگر حکومتی ایوانوں میں ہم آہنگی نہیں ہے، تو کسی بھی ریاست کا انتظام احسن طریقے سے نہیں چلایا جا سکتا۔ اور اگر افواج کے تمام جزوں میں ہم آہنگی نہیں ہے تو پھر جنگ میں فتح ناممکن ہو گی۔ اور اگر حکومت اور افواج میں یگانگت نہیں ہے تو جنگ کرنا ہی ممکن نہ ہو گا۔

کیا ڈھائی ہزار سال گزرنے کے بعد بھی اس حقیقت سے روگردانی کی جا سکتی ہے کہ حکومت اور فوج میں ہم آہنگی اور یگانگت کسی بھی ریاست کی بقاء اور ترقی کے لیے کس قدر اہم اور ناقابلِ تقسیم عمل ہے۔

باب ہشتم۔ ترتیبِ فوج کا فن اور حکمت عملی

سُن زو نے ایک بار پھر کُھلی زمین، دوسری ریاستوں اور مشکل علاقوں پر پڑاؤ ڈالنے سے منع کیا۔ اور دوسروں سے الحاق کے لیئے بھی منع کیا۔ اور بار ہا واضح کیا کہ مشکل اور سنسان علاقوں میں زیادہ دیر نہ لڑو۔ اور تدبّر سے کام لو۔ لیکن اگر پھنس ہی جاؤ تو پھر بے جگری سے لڑو۔ ایسے راستوں پر نہ جاؤ جو دشمن کی گرفت میں ہوں، اور ان شہروں کا گھیراؤ نہ کرو، جن میں دشمن مضبوط اور مطمئن ہو۔ سُن زو نے اس بات کو بہت اہمیت دی کہ اگر ہدف اہم نہیں ہے تو اسے چھوڑ کر گزر جاؤ۔ ایسے کسی شہر پر حملہ نہ کرو جس پر قابض ہونے کے بعد اُسے اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ سُن زو نے یاد کرایا کہ بہت سی ایسی افواج ہوتی ہیں جن پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی طرح بہت سی ایسی چوکیاں ہوتی ہیں جن پر مقابلہ ضروری نہیں۔ اور ہاں بہت سے ایسے احکامات ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا لازمی نہیں ہوتا۔

سُن زو نے بتایا کہ ایک سپہ سالار کیلیئے کتنا ضروری ہے کہ اپنے منصوبوں کے ردو بدل کو بہت اچھی طرح سمجھ سکے۔ اور ان کے مطابق اپنی افواج کو استعمال کرے۔ جو کمانڈر اپنے منصوبوں میں تبدیلی کو صحیح طور استعمال نہ کر سکے، بلا شبہ وہ علاقے کے بارے میں بھرپور واقفیت رکھتا ہو کامیاب نہیں ہوگا۔ سُن زو نے کہا کہ ایک سمجھدار لیڈر وہ ہے، جو اپنے منصوبوں کی مضبوطی اور کمزوری دونوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آگے بڑھے، تاکہ اگر دشمن ہمیں روکنے میں کامیاب بھی ہونے لگے تو ہم کچھ نہ کچھ کامیابی تو ضرور حاصل کرلیں گے۔ لیکن یہ تب ہی ہوگا جب ہم اپنی کمزوریوں سے اچھی طرح واقف ہونگے۔

سُن زو کے مطابق ضروری ہے کہ دشمن کمانڈر پر براہ راست حملہ کیا جائے اور نقصان پہنچایا جائے۔ یا پھر کم از کم اسے مصروف رکھا جائے کہ وہ مشکل میں رہے۔سُن زو نے اپنی تعلیمات کے ذریعے ایک چیز باور کرائی کہ فن حربی ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اس بات کو اتنی اہمیت نہ دو کہ دشمن ہم پر حملہ کرے گا یا نہیں، بلکہ اپنی تیاری پر توجہ دو۔اور اپنے دفاع کو اس قدر مضبوط بناؤ کہ وہ تم پر حملے کا سوچے بھی نہیں۔

سُن زو نے کہا کہ پانچ حرکتیں ایک سپہ سالار کیلئے انتہائی خطرناک ہوتی ہیں۔

ا۔	لاپرواہی:	جو اُسکی موت کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔
۲۔	بُزدلی:	جو گرفتاری کا باعث بنتی ہے۔
۳۔	کمزور عزت نفس:	جو شرمندگی کا باعث بنتی ہے۔
۴۔	جلد بازی اور غصہ:	جس سے دشمن آپ میں بے عزتی کا خوف پیدا کر سکتا ہے۔
۵۔	پدرانہ شفقت:	جو جنگ کے لیئے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ وہ کچھ زیادہ ہی نرم روّیہ اختیار کرے گا اور لوگ اُسے ڈرانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

یہ پانچ گناہ ایسے ہیں جو اگر سپہ سالار سے ہو جائیں تو اس کے لیے تباہ کن ہونگے۔ جب جنگ ختم ہو جائے اور سپہ سالار مارا جائے ،تو شکست کے اسباب پر غور کرو، یقیناً ان پانچ غلطیوں میں ایک نہ ایک ضرور ملے گی۔

اس باب میں سُن زو نے جن اہم باتوں پر زور دیا ان میں میدان جنگ کے ارد گرد واقع مقامات کے بارے معلومات کی اہمیت، صحیح ہدف کا انتخاب، بدلتے حالات کے مطابق اپنے منصوبوں میں مناسب ردوبدل، مخالف سپہ سالار کو براہِ راست نشانہ بنانے کی ضرورت، دفاعی نظام کو ناقابلِ تسخیر بنانے کی اہمیت اور سپہ سالار کی ذاتی شخصیت جیسے موضوع شامل ہیں۔سُن زو کی کہی ہوئی ہر بات آج بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی پچھلے ڈھائی ہزار سال کے دوران تھی۔ ذرا سوچیئے کہ کیا آج بھی کوئی فوج میدان جنگ کے اردگرد کے علاقوں اور ماحول سے بے خبر ہو کر

جنگ کرسکتی ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی فوجی طاقت امریکہ نے بھی شاید افغانستان آکر اس چیز کو محسوس کیا ہوگا کہ کاش وہ سُن زو کی بات مان لیتے۔ جس طرح روسیوں کو افغانستان ہی میں اس چیز کا احساس ہوگیا تھا کہ یہ زمین اُن کے لیے نہیں ہے۔

اِسی طرح صحیح ہدف کا انتخاب۔ اگر کوئی سربراہ اپنی افواج کو ایسے اہداف دے جو کہ نہ تو اہم ہوں اور نہ ہی قابلِ قبول ہوں تو ان کے حصول میں صَرف کی جانے والی قوت کو ضائع ہی سمجھنا چاہئے۔ اور اُس دور سے آج کے دور تک کبھی کسی مُفکّر نے اپنی افرادی قوت اور معاشی قوت کو غیر اہم اہداف کے حصول کے لیے ضائع کرنے کا مشورہ نہیں دیا۔

منصوبوں میں لچک کا مظاہرہ کرنا سُن زو کی نظر میں کسی بھی سپہ سالار کی ایک انتہائی اہم ذمہ داری ہے۔ لیکن یہ اُس وقت ہی ممکن ہوگا جب وہ سپہ سالار اپنے منصوبے کے مضبوط اور کمزور پہلوؤں سے بھرپور واقفیت رکھتا ہوگا۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وہ فوج کبھی کامیاب نہیں ہوسکے گی جسکا سپہ سالار بدلتے حالات کے ساتھ اپنے روّیہ میں لچک کا مظاہرہ نہ کرے۔

سُن زو نے مخالف فوج کے سربراہ کو براہِ راست نشانہ بنانے کی اہمیت پر بھی بہت زور دیا۔ شاید اسرائیلی افواج نے سُن زو کی اِس تعلیم کو اپنے پلّے سے باندھ لیا ہے۔ اسی لیے وہ اکثر فلسطینی مزاحمتی تنظیموں کے سیاسی اور فوجی سربراہوں کو نشانہ بناتے ہیں اور کامیاب بھی ہوجاتے ہیں۔

سُن زو نے ایک انتہائی اہم بات کی کہ اپنے آپ کو عسکری مزاحمت کے لیے اس قدر تیار کرو کہ دشمن تم پر حملہ کرنے کے بارے میں سوچے بھی نہیں۔ اور اس سے پہلے سُن زو بھرپور حملے کی اہمیت پر بھی زور دے چکا ہے۔ کہیں اسکا اشارہ ڈیٹرنس کی طرف تو نہیں تھا۔ جو آج کل تو جوہری ہتھیاروں کے استعمال کے خوف میں بھی آتا ہے۔ اور جس کا مطلب محض یہ ہے کہ اتنی تیاری رکھو کہ دشمن تمہاری جوابی کاروائی کو سہہ نہ سکے۔ اور یہی سوچ کے وہ تم پر حملے کا خیال ترک کر دے۔ اگر میرا تجزیہ درست ہے تو پھر ڈیٹرینس تھیوری کا خالق کوئی اور نہیں سُن زو ہی تھا۔

اس باب کے آخر میں سُن زو نے فوج کے سپہ سالار کی شخصیت کے پہلوؤں پر نظر ڈالی ہے اور دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ اگر وہ لاپرواہ ہے، بُزدل ہے، اپنی عزتِ نفس اور غصہ پر قابو نہیں رکھ سکتا اور بہت جلدی طیش میں آجاتا ہے اور بلاضرورت اپنے سپاہیوں کی فکر میں رہتا ہے تو وہ کسی

بھی فوج کی کمان کا اہل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تمام شخصی کمزوریاں میدانِ جنگ میں اس کے آڑے آئیں گی۔ اور اگر وہ ان میں سے کسی ایک پر بھی قابو نہ پا سکا تو مارا جائے گا اور فوج کو شکست ہو گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ بادشاہِ وقت فوج کے سپہ سالار کا انتخاب کرتے وقت ان تمام شخصی صفات کو اہمیت دے تاکہ اُس کی سزا اُس کی فوج کو نہ ملے۔ فوج کے سپہ سالار کا انتخاب آج بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے جتنا سُن زو کے دور میں تھا۔

سُن زو نے کیا خوب کہا کہ ہدف کا صحیح انتخاب بے حد ضروری ہے۔ تاکہ تم اپنی افواج کی قوت کو معمولی اہداف کے لیے ضائع نہ کرو۔ ہدف کو منتخب کرتے وقت اپنی اور دشمن کی طاقت کا موزانہ کرو، تاکہ درست ہدف کو بخوبی نشانہ بنا سکو۔ اور بڑے شہروں پر قبضہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، خاص طور پر اگر تم انکو اپنے قبضے میں نہ رکھ سکو۔ کیونکہ اُس شہر کی آبادی شاید قابض فوج کو کبھی خوش آمدید نہیں کرے گی۔ اس لیے شہروں کو چھوڑ کر دشمن کی فوج کی طرف جاؤ۔ اور ہمیشہ صحیح ہدف کا انتخاب کرو۔ تاکہ مخالف فوج کا حوصلہ پست کر سکو اور بغیر جنگ کیے دشمن کو شکستِ فاش دے سکو۔ بس یہی عقلمندی ہو گی۔

باب نہم۔فوج کی روانگی اور مہم جوئی

پچھلے تمام ابواب میں سُن زو نے جنگ کی تیاری کو بہت اہمیت دی۔ اوراس باب میں فوج کی مہم جوئی کے بارے میں بات کی ہے۔ تاہم یاددہانی کے طور پر کہا کہ روانگی سے قبل اگر تیاری مکمل نہیں ہے اور اپنے دشمن کو کمزور سمجھا ہے تو شکست مقدر بنے گی۔

دورانِ سفر پہاڑی علاقوں سے جلدی گزر جاؤ اور وادیوں کے قریب پڑاؤ ڈالو۔ سورج کا سامنا کرتے ہوئے۔ بہت اونچی پہاڑی پر مت چڑھو لیکن علاقے کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کا انتخاب کرو۔ اور بلندی کی طرف مت بڑھو جنگ کرنے کے لیے۔ دریا عبور کرنے کے بعد اس سے دور ہو جاؤ اور جب دشمن دریا عبور کرنے لگے تو اسکی طرف نہ بڑھو۔ ہاں جب اس کی آدھی فوج اس طرف آجائے تو حملہ کردو۔ اگر تم جنگ کے لیے بے چین ہو تو پھر بھی جو دشمن دریا عبور کر کے آرہا ہے اسکی طرف نہ بڑھو۔ بلکہ اپنا پڑاؤ اوراوپر کی طرف لے جاؤ اور سورج کا سامنا کرو۔ اپنا پڑاؤ دشمن کے نیچے نہ ڈالو۔ ورنہ اُسے تم پر فوقیت حاصل ہو جائے گی اور وہ تمہیں شکست دے دے گا۔ دلدل اور غیر متوازن علاقوں سے گزرتے ہوئے جلدی سے انہیں عبور کرلو۔ کیونکہ وہاں پر نہ تو تازہ پانی ملے گا، نہ ہی مناسب خوراک اور پھر اگر دشمن نے حملہ کر دیا، تو مقابلہ کرنا بے حد مشکل ہوگا۔ لیکن اگر جنگ مسلط کی جائے تو پھر پانی اور گھاس کے قریب رہو، اور درختوں کی آڑ لے لو۔ اور خشک اور ہموار علاقے میں ذرا اونچے ٹیلوں پر پڑاؤ ڈالو۔ اونچی جگہیں اپنے پیچھے اور اپنی دائیں جانب رکھو، تا کہ دشمن صرف سامنے سے ہی آسکے۔

افواج یقیناً اونچی اور روشن جگہوں پر ٹھہرنا پسند کرتی ہیں، کیونکہ اگر جگہ نیچی اور گیلی

دلدل ہوتو بیماریاں پھیلتی ہیں، اورلڑنے کے لیے فائدہ مندنہیں ہوتی ہیں۔لیکن اگر آپ کو اپنے سپاہیوں کا خیال ہےتو آپ سخت اور ہموار جگہ پر رکیں گے۔ اس سے آپکی فوج میں بیماری نہیں پھیلے گی، اور فتح حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ جب پہاڑی کے کنارے پر آؤ تو روشن جگہ کا انتخاب کرو، اورڈھلوان کو دائیں اور پیچھے کی طرف رکھو۔ یہ بہتر ہوگا جوانوں کے لیے کیونکہ انہیں مدد ملے گی زمین سے اور قدرتی مناظر سے۔

دورانِ سفر اگر طوفانی بارشوں کا سامنا کرنا پڑے، اور جو دریا عبور کرنا تھا اگر وہ بہت تیز بہہ رہا ہو، تو انتظار کرلو۔ اور ہاں جب ان علاقوں سے گزرو، جہاں اونچے اونچے پہاڑ ہوں، مشکل اور تنگ گزرگاہیں ہوں، آبشاریں ہوں تو جلدی سے انہیں عبور کرلو یا پھر اس طرف سے نہ جاؤ۔ ہاں دشمن کو ان علاقوں سے آنے پر مجبور کرو۔ تاکہ اس طرح کے علاقے دشمن کی پشت پر ہوں۔ اگر آپ کے پڑاؤ والے علاقے کے قریب پہاڑ ہوں، جھاڑیاں ہوں اور گھاٹیاں ہوں، تو ان کی اچھی طرح چھان بین کرلو، کیونکہ ان علاقوں میں دشمن کے جاسوس بھی ہونگے اور دشمن گھات لگا کے نقب زنی بھی کرسکتا ہے۔

سُن زو کے مطابق اگر دشمن قریب ہے، مگر خاموش ہے تو سمجھ لو، کہ وہ موافق حالات میں ہے۔ لیکن اگر وہ یہ ظاہر کرے کہ وہ لاتعلق ہے اور جنگ کے لیے اُکسا رہا ہے، تو وہ چاہتا ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور اگر اسکے مقام کی جگہ پر آسانی سے پہنچا جاسکتا ہے تو سمجھ لو، کہ وہ تمہارے لیے جال بچھا رہا ہے۔ گھنے جنگلوں کے درختوں میں اگر انتشار دیکھو، تو سمجھ لو کہ دشمن آگے بڑھ رہا ہے۔ اور اگر تمہارے جاسوس کو ایسا لگے کہ درخت ہل رہے ہیں تو سمجھ لو کہ دشمن انہیں کاٹ کے اپنا راستہ بنا رہا ہے اور انہی جنگلات میں اگر جگہ جگہ رکاوٹ کھڑی ہو، تو سمجھ لو، کہ دشمن تمہارے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کررہا ہے۔ اور ہاں اگر پرندے اچانک اپنی اڑان کو اونچا کرلیں، تو سمجھ لو کہ دشمن گھات لگا کے بیٹھا ہے اور اگر تمہارے جانور آگے بڑھتے ہوئے گھبرا رہے ہوں، تو سمجھو کہ حملہ ہونے کو ہے۔ اگر گرد وغبار بلند ہو رہا ہو تو سمجھ لو کہ گھوڑ سوار آرہے ہیں، لیکن اگر یہی گرد وغبار بہت بڑے علاقے پر پھیلا ہو تو پھر پیدل فوج کی آمد آمد ہے۔ اور ہاں اگر یہی گرد وغبار مختلف سمت میں ہو تو سمجھ لو، کہ دشمن کے سپاہی اپنے لیے لکڑیاں جمع کررہے ہیں، جبکہ گرد کے چھوٹے چھوٹے بادل اگر اِدھر اُدھر منڈلا رہے ہوں تو جان لو کہ دشمن پڑاؤ ڈالنے کی تیاری کررہا ہے۔

سُن زو نے کہا اگر دشمن انکساری کا مظاہرہ کرے اور تیاری کی رفتار کو بڑھا دے، تو وہ حملہ کرنے والا ہے۔ لیکن اگر وہ گرج برس رہا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ حملہ آور ہونے کو ہے تو سمجھ لینا کو وہ پسپائی کی تیاری کر رہا ہے۔ اگر گھوڑ سوار آئیں اور دائیں بائیں کناروں پر معمور ہو جائیں تو سمجھ لو کہ دشمن جنگ کی صف بندی کر رہا ہے۔ امن کی بات بغیر کسی واضح مقصد کے کسی خطرے کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اگر دشمن کی صفوں میں بھاگ دوڑ دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ لمحہ آنے کو ہے جب حملے کا فیصلہ ہوگا۔ لیکن کچھ لوگ آگے آ رہے ہوں اور کچھ پیچھے کی طرف حرکت کریں، تو پھر جال بچھایا جا رہا ہے۔ اگر فوجی اپنے ہتھیار کے ساتھ ٹیک لگا کے کھڑے ہیں، تو سمجھو کہ وہ بھوکے ہیں اور جو لوگ پانی لینے آئے تھے خود ہی پینے لگیں تو جان لو باقی فوجی بھی پیاسے ہیں۔ اور ہاں اگر دشمن کو کہیں اچھا موقع ملے اور وہ اسکا فائدہ نہ اٹھائے تو جان لو اسکی فوج تھک چکی ہے۔ اگر بے پناہ پرندوں کو ایک جگہ پر جمع ہوتے ہوئے دیکھو، تو جان لو کہ دشمن نے وہ جگہ خالی کر دی ہے۔

سُن زو کے مطابق رات کے اندھیرے کا سہارا لینے کا مطلب مایوسی ہے۔ خوف انسان کو بے چین کر دیتا ہے۔ رات کے وقت نعرے لگانے کا مطلب ہے کہ سپاہی اپنا حوصلہ بڑھانے کی کوشش میں لگے ہیں۔ اگر افواج میں بے چینی ہے، تو پھر سپہ سالار کی کمان کمزور پڑ رہی ہے۔ اور اگر جھنڈے اور پردے اپنی جگہ بدل رہے ہیں تو شاید بغاوت کی نشاندہی ہو رہی ہے، اور اگر افسران غصہ کر رہے ہیں، تو سمجھ لو کہ جوان بھی بے چین ہیں۔

سُن زو نے کہا کہ جب کوئی فوج اپنے گھوڑوں کو اناج کھلائے اور بھیڑ بکریوں کو کھانے کی خاطر مار ڈالے، اور اپنے برتن دھو کر اوپر نہ لٹکائے تو سمجھ لو اب وہ اپنے خیمے میں واپس نہیں آئیں گے۔ اور پھر اپنی جان پر کھیل کر جنگ لڑیں گے۔ اگر سفیر اچھی باتیں کریں، تو سمجھ لو کہ دشمن صلح چاہتا ہے، لیکن دشمن کی فوج غصہ کا اظہار کرے اور بہت عرصہ انتظار کرنے کا ارادہ ظاہر کرے، تو سمجھ لو کہ بے پناہ احتیاط اور چابکدستی کی ضرورت ہے۔ ہاں اگر آغاز جارحانہ ہو، پھر دشمن کی طاقت یہ ظاہر کرتی ہے کہ حملہ سے پہلے صحیح طور پر معلومات حاصل نہیں کی گئیں۔ اگر ہماری فوج کی تعداد کم ہے تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ بس یوں سمجھیئے کہ براہ راست حملہ ممکن نہیں ہے اور پھر آپ اپنی تمام تر قوت کو یکجا کریں، دشمن پر نظر رکھیں، اور مزید کمک کی درخواست کریں۔

سُن زو کا خیال تھا کہ اگر سپاہی آہستہ آہستہ کانا پھوسی کرتے نظر آئیں، اور ٹولیوں میں

بٹے ہوں، تو سمجھ لو کہ وہ مطمئن نہیں ہیں۔ اگر دشمن اپنی فوج میں بہت زیادہ انعام واکرام کی تقسیم کر رہا ہے، تو جان لو کہ اسے بغاوت کا ڈر ہے، اور وہ اپنے سپاہیوں کو خوش رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اگر بہت زیادہ سزائیں دی جا رہی ہیں، تو بھی حالات ٹھیک نہیں ہیں اور لوگوں کو نظم وضبط کی تلقین ضروری ہوگئی ہے۔ اور اگر سپاہیوں کو ان کے آتے ہی سزائیں دی جانے لگیں تو جان لو وہ تم سے رغبت نہیں رکھیں گے اور اگر قریب نہ ہوں گے تو پھر پوری طرح تمہارے ساتھ مل کر جنگ نہیں کرسکیں گے۔ اور جب پوری طرح تمہارے ہو جائیں لیکن مُنظّم نہ ہوں تو جان لو کہ وہ وفاداری نہیں نبھائیں گے۔ یاد رکھو کہ اپنے جوانوں کے ساتھ انسانیت کا سلوک کرو، لیکن نظم وضبط برقرار رکھو، اور اس میں رعایت نہ برتو۔ یہی چیز تمہیں کامیابی کی راہ پر گامزن رکھے گی۔

سُن زو نے کہا کہ تربیت کے دوران نظم وضبط برقرار رکھو، اور جوانوں میں اس کی تلقین کرتے رہو۔ اگر ایک جرنیل اپنے لوگوں پر اعتماد کرے لیکن ہمیشہ اپنے حکم کی تعمیل پر اصرار کرے تب ہی دونوں کا فائدہ ہے۔ احکامات دینے کے فن کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹی غلطیوں کو دور کیا جائے، یا شکوک وشبہات پیدا کیئے جائیں۔ لیکن احکامات پر اصرار کرنا اور زور دینا فوج میں نظم اور اعتماد پیدا کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

اس باب میں سُن زو نے دورانِ سفر آنے والے مواقع، موسم اور حالات کا ذکر کیا اور پھر ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہدایات بھی دیں۔ سُن زو نے زمین کی ساخت اور موسم کے بدلتے رُخوں کو دورانِ سفر بہت اہم قرار دیا ہے۔ کیونکہ سُن زو سمجھتا تھا کہ ایک بڑی فوج جب میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوتی ہے اور اگر وہ مشکل ترین راستوں سے گزرنے کا تجربہ یا معلومات نہیں رکھتی تو اُسے کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو بعد میں اسکی شکست کی وجہ بھی بن سکتی ہے۔ اس کے لیے اس باب میں سُن زو نے دشمن کے ارادوں کو بھانپنے کی اہمیت پر انتہائی سحر حاصل گفتگو کی ہے۔ دراصل سُن زو نے بڑی تفصیل سے تحریر کیا کہ دشمن کے ہر عمل میں ایک راز پنہاں ہوگا۔ بس تم نے اُسے جانچنا ہے۔ اور پھر اُس کے حساب سے اپنے ہر عمل کو اُس سے بہتر بنانا ہے۔ تاکہ دشمن کے بچھائے ہوئے جال میں نہ پھنسو۔

آج ڈھائی ہزار سال گزرنے کے بعد بھی سُن زو کی تحریر کا بغور مطالعہ کریں تو اُس کی باتیں اُس وقت کے زمانہ جنگ کا نقشہ کھینچ دیتی ہیں۔ لیکن حیران کن بات تو یہ ہے کہ آج بھی لوگ

اُن غلطیوں کو دُہراتے ہیں اور شکست کا سامنا کرتے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہٹلر کا فیصلہ کہ روس پر حملہ کیا جائے۔ جرمن فوجوں نے فاصلوں اور موسم کی وجہ سے ہی مار کھائی اور تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ ماضی حال میں امریکہ کا فیصلہ افغانستان میں جنگ کرنے کا، پہاڑوں اور وادیوں کی مدد سے افغان جنگجوؤں نے امریکی فوجیوں کا ناطقہ بند کردیا، اور اب امریکی افغانستان سے واپسی کا بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ میں نے پڑھا ہے کہ امریکہ میں جوانوں اور خاص کر افسروں کے لیے سُن زو کو پڑھنا لازم ہے اور جرنل کولن پاول بھی سُن زو سے بہت متاثر تھے۔ تو پھر بھی انہوں نے افغانستان پر حملے کی حمایت کیوں کی؟ کاش میں اُن سے یہ بات کبھی پوچھ سکوں۔

اہم بات

اپنے سپہ سالار کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کے کرو کیونکہ جنگ میں فتح اور شکست اُسی کے منصوبوں سے مُنسلِک ہے۔

سُن زو

باب دہم۔ راہ گزر

سُن زو نے زمین کی ساخت کو بے پناہ اہمیت دی۔ اور چھ اقسام میں تقسیم کیا:۔

ا۔	آسان راہ گزر	۲۔	مشکل راہ گزر
۳۔	ناموافق مقامات	۴۔	تنگ گھاٹیاں
۵۔	اونچے اور مشکل راستے	۶۔	دشمن سے دوری پر واقع مقامات

جو آسان گزار راہیں ہیں دونوں کے لیے ان میں سے قدرے اونچی جگہوں پر قبضہ کر لو، اور اپنی رسد کے راستے کھلے رکھو تب ہی دشمن پر غلبہ پا سکو گے۔ علاقہ جسے چھوڑ دیا ہو، اور دوبارہ قبضہ کرنا مشکل ہے، انہیں مشکل راہ گزر کہا گیا ہے، حملہ کر سکتے ہو اور فتح بھی حاصل کر پاؤ گے، لیکن اگر دشمن تیار ہے، اور تمہارا منتظر ہے، اور تم اسے شکست دینے کی حالت میں نہیں ہو، تو بچ کے نکل جاؤ، ورنہ تباہی تمہارا مقدر بنے گی۔

ناموافق مقامات وہ ہیں جہاں کوئی بھی پہل کرنے کو تیار نہیں، ایسے موقع پر اگر دشمن کوئی جال ڈالے، تو بھی واپس لوٹ جاؤ، اور دشمن کو مجبور کرو کہ وہ پہل کرے، اور جب اسکی فوج کا ایک حصہ مصروف ہو جائے تو حملہ کر دو یقیناً بہتر ہوگا۔ گھاٹیوں کے راستوں پر پہلے قبضہ کر لو۔ اور تمام تر قوت کے ساتھ انکی حفاظت کرو۔ اور دشمن کی آمد کا انتظار کرو۔ لیکن دشمن تم سے پہلے ان جگہوں پر قابض ہو جائے، تو اس پر اس وقت تک حملہ نہ کرنا جب تک وہ کوئی کمزوری نہ دکھائے۔ اونچی جگہوں پر بھی پہلے پہنچ جاؤ۔ سورج کی روشنی کی مدد حاصل کرو اور دشمن کی آمد کا انتظار کرو۔ یاد

رہے کہ اگر دشمن نے اونچی جگہ پر قبضہ کر لیا ہے، تو اسکے پیچھے مت جاؤ۔ بلکہ واپس آجاؤ تا کہ وہ تمہارا پیچھا کرے۔ اور وہ مقام چھوڑ دے۔ جہاں تک تعلق دور دراز علاقوں کا ہے، تو یاد رکھو کہ اگر دونوں افواج کی تعداد برابر ہے تو دور جا کر جنگ کرنا مناسب عمل نہیں ہے۔ سُن زو کے مطابق اکثر ایسا ہوا ہے کہ افواج کو تباہی کا سامنا کرنا پڑا ہے اور یہ تباہی قدرتی آفات کی وجہ سے نہیں بلکہ دیگر وجوہات کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جس کے لیے سپہ سالار ہی ذمہ دار کہلائے گا۔ مثلاً با آسانی شکست، حکم عدولی، ذہنی شکست، تباہی، افراتفری اور بربادی۔ اگر ہر چیز معمول کے مطابق ہو لیکن دشمن کی تعداد دس گنا زیادہ ہے، تو پھر شکست با آسانی ہوگی۔

اسی طرح عام سپاہی اگر افسر سے زیادہ طاقت ور ہے تو حکم عدولی کا عمل ہوگا۔ اور فوج میں نظم وضبط برقرار نہیں رہے گا۔ جب افسرانِ بالا غصے میں ہوں اور حکم عدولی پر اُتر آئیں اور دشمن سے جنگ اپنی مرضی سے کرنا چاہیں اور سپہ سالارِ اعلیٰ کا حکم نہ تسلیم کریں تو مکمل تباہی ہوگی۔ اور اگر سپہ سالار اتنا کمزور ہو اور اسکے احکامات بھی درست اور صاف نہ ہوں اور وہ افسروں اور جوانوں کو ذمہ داری نہ دے سکے تو یقیناً افراتفری ہوگی۔

اور ہاں اگر ایک سپہ سالار اپنے دشمن کی تعداد اور اسکی طاقت کا صحیح اندازہ نہ لگا سکے اور اپنی افواج کو بہت بڑی فوج کے آگے جھونک دے اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں کو بڑے بڑے ٹولوں سے لڑا دے تو بربادی اسکا مقدر بنے گی۔

اسکے علاوہ سُن زو نے چھ چیزوں کی نشاندہی کی جو شکست کا ذمہ دار بنتی ہیں۔

۱۔ دشمن کی تعداد کا غلط اندازہ

۲۔ بے پناہ اختیارات کی ہوس

۳۔ ناقص تربیت

۴۔ خوامخواہ کا غصہ

۵۔ نظم وضبط کی کمی

۶۔ قبضے میں لیے گئے جوانوں کا صحیح استعمال نہ کرنا

ان تمام باتوں پر بے پناہ غور و خوض بہت اہم ہے اُس سپہ سالار کے لیے جس نے اتنی اہم ذمہ داری قبول کی ہے۔ ایک جوان کیلئے تو موافق حالات ہی سب سے بہتر عمل ہے۔ لیکن ایک سپہ سالار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دشمن کی قوت کا صحیح اندازہ لگائے۔ خطرات اور فاصلوں کے مسائل حل کرے، تب ہی وہ ایک کامیاب سپہ سالار کہلائے گا۔ جوان باتوں کو سمجھے گا اور اپنی معلومات کو استعمال کرے گا۔ جنگ جیت لے گا۔ لیکن جو سپہ سالار ان باتوں کو نہیں سمجھے گا۔ اور نہ ہی ان اطلاعات کا استعمال کرے گا۔ اُسے یقیناً شکست ہوگی۔ بے شک حکمران اسکے مخالف ہو، اسکے برعکس اگر فتح پر یقین نہ ہو تو جنگ مت کرو بے شک حکمران کا حکم ہو۔ جو سپہ سالار اپنی شہرت کی پرواہ کیے بغیر پیش قدمی کرتا ہے اور اپنی عزت کی فکر کیے بغیر واپسی کا راستہ اختیار کرتا ہے اور صرف اپنے ملک اور بادشاہ کی خدمت کے بارے میں سوچتا ہے وہی انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔

بس اپنے جوانوں کو اپنے بچوں کی طرح سمجھو، تو وہ ہر دم تمہارے ساتھ ہوں گے، خواہ راہیں کسی قدر خطرناک کیوں نہ ہوں۔ اپنے جوانوں کو اپنے بیٹوں کی طرح دیکھو۔ وہ اپنی آخری سانس تک تمہاری حفاظت کریں گے۔ البتہ اگر آپ رحمدل ہیں لیکن اپنے احکامات نہیں منوا سکتے اور نظم وضبط قائم رکھنے میں ناکام ہیں، تو آپکے جوان بگڑے ہوئے بچوں کی طرح ہوں گے اور جنگ کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

اگر ہم جانتے ہیں کہ ہمارے جوان حملہ کرنے کی حالت میں ہیں، لیکن یہ نہیں جانتے کہ دشمن تیار نہیں ہے، تو سمجھو کہ آدھی کامیابی ملی ہے، اور اسی طرح اگر ہم جانتے ہیں کہ دشمن حملے کے لیے تیار ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ ہمارے لوگ حملے کے لیے تیار نہیں ہیں، تب بھی یہ سمجھو کہ آدھی کامیابی ملی ہے۔ اگر ہم جانتے ہیں کہ دشمن حملے کے لیے تیار ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے جوان بھی حملے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ علاقہ جنگ کے لیے مناسب نہیں ہے تب بھی ہمیں آدھی کامیابی ملی ہے۔

تجربہ کار سپاہی جب تیار ہو کر نکلتا ہے تو پھر پریشان نہیں رہتا، اور جب ایک بار اپنا میدان چھوڑ دیتا ہے تو پھر نقصان میں نہیں رہتا۔ اور یاد رہے کہ اگر تم اپنے دشمن کو جانتے ہو، اور اپنے آپ کو جانتے ہو، تو تمہاری فتح میں کوئی شک نہیں ہوگا۔ اور اگر علاقہ اور موسم کو بھی سمجھتے ہو، تو فتح یقینی ہوگی اور مکمل بھی۔

اس باب میں سُن زو نے راہ گزر کی اہمیت پر زور دیا، اور جو چھ اقسام بتائی ہیں وہ آج بھی اتنی ہی اہم ہیں۔ یقیناً اب برّی افواج اتنا سفر کر کے میدانِ جنگ میں نہیں پہنچتیں لیکن روایتی جنگوں کے لیے سُن زو کی تعلیمات آج بھی روزِ روشن کی طرح اہم ہیں۔ اور ان سے رُوگردانی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ کارگل کی جنگ میں ہوا۔ پہلے تو مجاہدین اور پاک افواج کے چند دستوں نے پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا، لیکن بھارتی فضائی حملوں کا جواب ان کے پاس نہ تھا۔

اس کے علاوہ اسی باب میں سُن زو نے کہا کہ اگر کوئی سپہ سالار دشمن کی تعداد اور اسکی طاقت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ سپہ سالار کی اہلیت سُن زو کی نظر میں اس قدر اہم تھی کہ اس نے اِسے سرفہرست رکھا۔ گو کہ دیگر باتیں بھی بے حد اہمیت کی حامل تھیں۔ جیسا کہ بے پناہ اختیارات کی ہوس، ناقص تربیت، غصہ، نظم وضبط کی کمی اور قیدیوں کا صحیح استعمال دراصل ان تمام کمزوریوں کے لیے سُن زو نے فوج کے سپہ سالارِ اعلیٰ کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا۔ سُن زو بہت خوب جانتا تھا کہ فوج کا سپہ سالار ریاست کا انتہائی اہم ستون ہے اور اگر اسکی شخصیت میں کچھ خامی ہے تو اسکا اثر پوری فوج پر پڑے گا۔

کیا ہم ماضی بعید، ماضی قریب اور حال میں ایسے فوجی سربراہوں یا پھر فوجی حکمرانوں کی شناخت کر سکتے ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف ان کی افواج نے شکست کا منہ دیکھا بلکہ پوری قوم کو شرمسار ہونا پڑا۔ ایسے لوگ جان سے بھی گئے اور حکومت سے بھی اور اس کے علاوہ ڈھیروں قیمتی جانوں کے ضیاع کے ذمہ دار بھی ٹھہرائے گئے۔

اپنی تعلیمات میں سُن زو نے اس بات کو بہت اہمیت دی، کہ دشمن کے بارے میں مکمل معلومات تو ضروری ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنا صحیح تجزیہ کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔ اور اسکے علاوہ اگر موسم اور علاقہ جنگ کے بارے تمھاری معلومات اور اندازہ درست ہیں تو بس یہ ہے سونے پر سہاگہ۔ کامیابی یقیناً تمھارا مقدر بنے گی۔

گیارہواں باب۔ زمین کی اہمیت

سُن زو نے اپنی کتاب میں نوطرح کی زمین کی نشاندہی کی:۔

۱۔ منقسم زمین	۲۔ قریب تر زمین
۳۔ متنازعہ زمین	۴۔ کھلی زمین یا علاقہ
۵۔ چوراہے اور اہم شاہراہ	۶۔ انتہائی خطرناک اہم علاقے
۷۔ مشکل علاقے	۸۔ دشمن کو فائدہ مند علاقے
۹۔ ناقابلِ واپسی علاقے	

مختلف لوگوں نے زمین کی ان اقسام کو مندرجہ ذیل طریقوں سے بیان کیا ہے۔

۱۔ جب سردار اپنے علاقے کے قریب ہی جنگ کرتا ہے تو اسے منقسم زمین کہا گیا ہے۔ کیونکہ سپاہی اپنے گھر اور بیوی بچوں سے ملنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں اور کوشش کریں گے کہ جونہی موقع ملے بس مختلف سمت میں غائب ہو جائیں۔

۲۔ لیکن جب دشمن کے علاقے میں داخل ہو جائے جو زیادہ دور نہ ہو تو اسے سرحدی زمین یا قریب ترین زمین کہا گیا ہے۔

۳۔ جو علاقے دونوں کے لیے موافق ہوں اُنہیں متنازعہ زمین سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

۴۔ جو علاقہ دونوں کے لیے برابر مواقع فراہم کرتا ہے اسکے کھلی زمین سے مخاطب کیا گیا ہے۔

۵۔ جو جگہ ریاستوں کو تقسیم کرتی ہے اُس جگہ پر جو بھی بادشاہ قبضہ کرے گا اسے دوسروں پر

فوقیت ہوگی۔اس جگہ کو اہم شاہراہ سے مخاطب کیا گیا ہے۔

۶۔ اگر ایک فوج دشمن کے علاقے میں دور تک داخل ہو جائے اور دیگر شہروں کو چھوڑ دے۔اُسے اہم علاقہ کہا گیا ہے۔

۷۔ مشکل ترین علاقہ وہ ہے جہاں پہاڑ، جنگل، دلدل، گھاٹیاں ہوں اور سفر مشکل ہو۔

۸۔ وہ علاقہ جہاں تک کا سفر انتہائی مشکل اور تکلیف دہ ہو، اور محض چھوٹی سی فوج بھی بڑی افواج کو نقصان پہنچا سکے بلکہ ختم کر دے اُسے احاطہ کرنا یا محصور ہو جانے والی زمین کہا گیا ہے۔

۹۔ وہ جگہ جہاں جنگ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے، اسے انتہائی مایوس کن زمین سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

سُن زو کے مطابق ایک شاطر سپہ سالار وہ ہے جو دشمن کی صفوں میں دراڑ ڈال سکتا ہو، اسکی افواج کو یکجا ہونے سے روک سکتا ہو، اور اسکے افسروں کو جوانوں کی قیادت سے روک سکے۔ اسی طرح دشمن کی افواج کو منتشر کرے اور اس وقت بڑھے جب بہتر حالت میں ہو، اور رُک جائے جب غیر یقینی کیفیت میں ہو۔ جنگ شروع ہوتے ہی ایسی جگہ پر قبضے کی کوشش کرو جو دشمن کو بہت عزیز ہو یا اہم ہو۔ تب ہی وہ تمہاری اطاعت پر رضا مند ہوگا۔ اختیار انتہائی اہم ہے، جنگ میں برتری حاصل کرنے کے لیے کوشش کرو، کہ دشمن پر حاوی ہو جاؤ اسکی تیاری کے دوران ایسے راستے اختیار کرو جن پر دشمن آپ کا منتظر نہ ہو۔ اور ان جگہوں پر حملہ کرو جہاں دشمن مضبوط نہ ہو۔

مندرجہ ذیل اصول بھی بہت اہم ہیں:۔

دشمن کے علاقے میں جتنی دور تک جاؤ گے تمہاری افواج اتنی ہی متحد ہوں گی۔ اور ایسی جگہوں پر قبضہ کرو جہاں افواج کو اناج اور غذا کی کمی نہ ہو۔ اپنے سپاہیوں کی دیکھ بھال کرو۔ اور انہیں بہت زیادہ دباؤ میں نہ رکھو۔ البتہ اپنی افواج کو حرکت میں رکھو اور ناقابلِ تسخیر منصوبے ترتیب دو۔ اپنے جوانوں کو ایسے مقام پر پہنچا دو جہاں سے وہ بھاگنے پر لڑنے کو ترجیح دیں۔ اگر انہیں موت کا سامنا ہوگا تو کچھ بھی کرنے کو تیار ہونگے۔ اور افسر اور جوان مل کر اپنی قوت کا مظاہرہ کریں گے۔

سپاہی جب مشکل میں ہوں تو خوف انکے دل سے نکل جاتا ہے۔ اگر راہِ فرار نہ بچے تو

پھر وہ ثابت قدم رہیں گے۔ اور جب دشمن کے علاقے میں ہونگے تو اور زیادہ مستعد نظر آئیں گے۔ اور اگر وہ جانتے ہوں کہ رسد نہیں آئے گی تو وہ زیادہ بہادری سے لڑیں گے۔ اور پھر بغیر انتظار کیے اور بغیر حکم دیئے جوان انتہائی مستعد ہوں گے، اور سپہ سالار کی خواہش پوری کریں گے۔ وفادار رہیں گے، کوشش کرو کہ تمہارے جوان بلاؤں سے نہ ڈریں، سنی سنائی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ اور بلا خوف جنگ کریں اور موت سے نہ ڈریں۔

اور ہاں اگر سپاہی دولت مند نہیں تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ دولت کو ناپسند کرتے تھے۔ اور اگر وہ زیادہ عمر نہیں جی سکے تو انہیں جلدی مرنے کا شوق تھا۔ جب تم اپنی فوج کے سپاہیوں کو نکال دو گے تو وہ اپنی وردی کو لیکر اداس ہوں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے جینے اور مرنے کی قسم کھائی تھی۔ لیکن جب بھی ان کی ضرورت پڑے وہ حاضر ہونگے۔

ایک ماہر سپہ سالار وہ ہوتا ہے جو شوئی جان کی خصوصیات رکھتا ہے، شوئی جان ایک سانپ ہے جو چینگ کے پہاڑوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر اس سانپ کے سر پر مارا جائے تو وہ دُم کی طرف سے حملہ کرتا ہے اور اگر دُم پر مارا جائے تو وہ سر کی طرف سے حملہ کرتا ہے اور اگر درمیان میں مارا جائے تو پھر وہ سر اور دُم دونوں طرف سے حملہ کرتا ہے۔ جب یہ پوچھا گیا کہ کیا فوج کو شوئی جان سے تشبیہ دی جا سکتی ہے تو جواب دیا کہ ہاں۔ اور مثال کچھ اس طرح دی اگر دشمن بھی ایک ہی کشتی میں سوار ہو اور وہ طوفان میں گِھر جائے تو وہ دونوں ایک دوسرے کی مدد اسی طرح کریں گے جس طرح دائیں بازو بائیں بازو کی کرے گا۔ اور پھر اسی طرح اپنا سب کچھ ایک ہی جگہ پر رکھ دینا دانائی کا کام نہیں۔ راہِ فرار روکنا مناسب عمل نہیں، کامیابی اسی صورت ملے گی جب جوانوں میں مقصد نمایاں ہو۔ اور سب سے بڑھ کر آپس میں ایک دوسرے کے لیئے ہمدردی اور تعاون کا جذبہ ہو۔ یہی سبق ملتا ہے شوئی جان سے۔

سُن زو کے مطابق یہ عمل بھی بہت اہم ہے کہ ایک فوج میں بہادری اور جوانمردی کا ایک ہی پیمانہ ہو جسے سب لوگ حاصل کر سکیں۔ اور پھر بہادر اور کمزور کو یکجا کر کے صحیح طور پر استعمال کرنا اس وقت ممکن ہو گا جب زمین کو اہمیت دی جائے۔ اور ایک ماہر سپہ سالار وہی ہوتا ہے جو اپنی فوج اسی طرح استعمال کرے جیسے ایک سپاہی کو براہ راست استعمال کرتا ہے۔ اب اس سپہ سالار کا کام ہے کہ وہ خاموشی سے اور ذہانت سے منصوبہ بندی کرے۔ اپنے افسروں اور جوانوں کو اپنے منصوبوں سے بے خبر رکھے تا کہ اسکے منصوبے کا علم کسی کو نہ ہو۔ ایک ذہین سپہ سالار اپنے منصوبے

تبدیل بھی کر سکتا ہے اور دشمن کو ہوا بھی نہیں لگنے دیتا۔ وہ اپنی جگہ تبدیل کرتا رہتا ہے۔ اور دشمن کے لیے یہ اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ اس کا اگلا قدم کیا ہوگا۔ اور پھر ایک خاص وقت کا انتخاب کر کے انتہائی چابکدستی سے ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جسکا دشمن نے سوچا بھی نہ ہو۔ اپنی افواج کو دشمن کے علاقے میں دور تک لے جاتا ہے اپنا منصوبہ بتائے بغیر۔ اپنی کشتیوں کو جلا کے، اور اپنے برتنوں کو ضائع کر کے کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر۔ کسی کو نہیں پتہ کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔

سُن زو کے مطابق نو قسم کی زمین جسکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے، انتہائی بہادری، ذہانت، دفاعی حکمت عملی، جارحانہ انداز اور انسانی حدود کے قوانین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تمام چیزوں کو پڑھنا اور غور و خوض کے بعد فیصلہ کرنے میں ہی حکمت ہے۔ دشمن کے ملک پر حملہ کر کے دور تک جانے میں آپ کے فوجیوں میں اتفاق بڑھتا ہے اور کم علاقے پر رک جانے سے لوگ منتشر رہتے ہیں۔ جب آپ اپنے ملک سے نکل کر دشمن کے ملک میں داخل ہوتے ہیں تو آپ ایک اہم علاقے پر کھڑے ہوتے ہیں اور چاروں طرف سے راستے نکل رہے ہوں تو آپ ایک طرح سے چوراہے پر ہیں لیکن دور تک جانے میں آپ انتہائی حساس علاقے میں پہنچ جاتے ہیں۔ تھوڑی دور جانا کچھ خاص عمل نہیں۔ اور ہاں اگر دشمن کے اہم علاقے آپ کے پیچھے اور خطرناک راہیں آپ کے سامنے ہیں تو سمجھ لیں کہ آپ مشکل علاقے میں ہیں۔ لیکن اگر آپ کے لیے راہِ فرار نہیں تو پھر مشکل میں پھنس چکے ہیں۔ منتشر زمین پر اپنے لوگوں میں ہم آہنگی اور مقصد کی تلقین کرو۔ قریبی علاقوں میں رہتے ہوئے اپنی فوج کے تمام جُز میں رابطہ کی اہمیت پر زور دو۔ مشکل اور متنازعہ علاقوں میں اپنی پُشت کا خیال رکھو۔ لیکن کھلے علاقوں میں اپنے دفاع پر توجہ دو اور اچانک حملے کے لیے تیار رہو۔ چوراہے پر ہو تو اتحاد کرو۔ خطرناک علاقوں میں اپنی رسد کا خیال کرو۔ اور مشکل جگہ پر تیزی سے گزر جاؤ۔ جب پھنسے ہو تو دشمن پر ظاہر کرو کہ تم راہِ فرار حاصل نہیں کرنا چاہتے اور دفاع کرو گے۔ جبکہ تمہاری کوشش ہوگی کہ تم دشمن کو چیرتے ہوئے گزر جاؤ۔

سُن زو نے کہا کہ انتہائی دگرگوں حالات میں بھی اپنے سپاہیوں میں جینے کی امنگ پیدا کرو۔ جینے کی واحد اُمنگ اسی میں ہے کہ امید برقرار رہے۔ ایک سپاہی اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاتا ہے جب مشکلات میں گِھر جاتا ہے۔ بے جگری سے لڑتا ہے جب اسے مدد نہیں ملتی۔ اور ہر حکم بجا لاتا ہے جب خطرے میں ہوتا ہے۔

سُن زو نے پڑوسیوں سے الحاق کے بارے میں معلومات کو بہت اہمیت دی ہے۔ ہم اپنے

پڑوسیوں سے اس وقت تک اتحاد نہیں کر سکتے جب تک ہمیں ان کے عزائم کا نہ پتہ ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے ہم کسی ایسے علاقے میں اپنی فوج لیکر داخل نہیں ہوتے جس کے بارے ہمیں معلومات نہ ہوں۔ یعنی اسکے پہاڑوں، جنگلوں، گھاٹیوں اور ندی نالوں کے بارے میں پتہ نہ ہو۔ اور ہم اس وقت تک ان قدرتی علامات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جب تک ہم مقامی لوگوں کی مدد نہ حاصل کر لیں۔

مزید برآں مندرجہ ذیل معروضات بھی قابل توجہ ہیں:۔

جب ایک جنگجو شہزادہ ایک طاقت ور ملک پر حملہ کرتا ہے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ منصوبہ ایسا ہو کہ دشمن کی تمام افواج متحد نہ ہوں، وہ اپنے مخالف پر غالب آجائے اور اسکے اتحادیوں کو جمع نہ ہونے دے۔ یادرہے کہ ایک بڑے ملک پر حملہ کرتے وقت اس کی افواج کو متحد نہ ہونے دو۔ تاکہ تمہاری افواج زیادہ نظر آئیں۔ تاکہ تمہارے دشمن پر دھاگ بیٹھ جائے اور پڑوسی ملک بھی ڈر جائیں اور اسکی مدد کو نہ آئیں۔ جبکہ وہ خود ہر کسی سے اتحاد کی کوشش نہیں کرتا، نہ ہی وہ کسی اور ریاست سے رسد طلب کرتا ہے، بس اپنا منصوبہ انتہائی خاموشی سے تیار کرتا ہے تاکہ دشمن کو حیران کر سکے، اور اسکے بڑے شہروں پر قبضہ کر کے ریاست کو فتح کر سکے۔

سُن زو نے یہ بات زور دے کے کہی کہ انعام واکرام نوازتے وقت فراخدلی کا مظاہرہ کرو۔ تب ہی تم فوج کو متحد رکھتے ہوئے اپنی خاطر استعمال کر سکو گے بالکل اسی طرح جیسے ایک سپاہی کو حکم دے رہے ہو۔ اور ہاں بدانتظامی اور بغاوت سے بچنے کے لیے اپنے منصوبے دوسروں پر ظاہر نہ کرو۔ اور اپنے قوانین پر بہت زیادہ مُصر نہ ہو جاؤ بلکہ لچک دکھاؤ۔ اپنے جوانوں کو بحث کی اجازت دو لیکن ان پر اپنا منصوبہ نہ ظاہر کرو۔ اگر خوشی کی خبر ہے تو ضرور ظاہر کرو۔ لیکن اگر حالات مشکل ہیں تو ان کے دل میں ڈر مت پیدا کرو۔ اپنی فوج کو مشکل حالات اور امتحانات سے گزارو۔ تم دیکھو گے کہ وہ کامیاب ہونگے۔

یقین رکھو کہ اگر ایک فوج مشکل حالات سے گزر رہی ہے تو کیا ہوا وہ پھر بھی اس قابل ہو سکتی ہے کہ کامیابی حاصل کر سکے۔ جنگ میں کامیابی اسی صورت میں مل سکتی ہے جب دشمن کے مقاصد کو سمجھ کر اپنا منصوبہ بنایا جائے۔ اگر دشمن حملہ کرنا چاہتا ہے تو اُسے آنے دو اور اگر پسپا ہونا چاہتا ہے تو جانے دو۔ لیکن دشمن کے اطراف میں رہ کر بھی تم کامیابی حاصل کر سکتے ہو اگر اس کے سپہ سالار کو ختم کر دو تمہاری جنگ میں سب سے اہم مقصد یہی ہونا چاہیئے۔

اور ہاں جس دن جنگ کا فیصلہ ہو جائے تو سرحدیں بند کر دو۔ سرکاری معاہدے ختم کر دو اور دشمن کے سفیروں کا آنا جانا بند کر دو۔ اپنے خیالات پر قائم رہو تو کابینہ کو بتا دو۔ اور ان کو قائل کر لو۔ لیکن اگر دشمن اپنا کوئی دروازہ کھلا رکھے تو ضرور جاؤ۔ اپنے دشمن کی سب سے قیمتی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور انتظار کرو اسکی آمد کا۔ قائدہ اور قانون کا احترام کرو اور دشمن کو برداشت کرو جب تک اُس سے فیصلہ کن جنگ کرنے کے قابل نہ ہو جاؤ۔ شروع شروع میں احتیاط سے کام لو۔ جب تک دشمن تمہیں کوئی موقع نہ دے۔ اور اسکے بعد اس تیزی سے دوڑو جیسے ایک ہرن دوڑتا ہے۔ یقیناً دشمن تمہیں نہیں گھیر سکے گا۔

اس باب میں سُن زو کی تحریر بے پناہ دلچسپی کا عنصر رکھتی ہے۔ اُس نے نوایسے مواقع اور علاقوں کا ذکر کیا ہے جو ماحولِ جنگ میں عام ہونگے۔ جب افواج مہم جوئی پر روانہ ہوتی ہیں تو انہیں طرح طرح کے علاقوں سے گزرنا پڑتا ہے اور طرح طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سُن زو نے انتہائی مہارت سے ان تمام موقعوں کو اپنی تحریر کے ذریعے بیان بھی کیا اور عسکری حلقوں کو سبق بھی دیا کہ کس مقام پر اپنی افواج کو کس طرح استعمال کرنا ہے۔ اور ان مختلف حالات کا کس طرح مقابلہ کرنا ہے۔

اسی باب میں سُن زو نے اس بات پر بہت زور دیا کہ ریاست کو چاہیئے کہ وہ اپنے خلاف اتحاد کو جنم نہ لینے دے۔ اور اسی طرح دشمن کی افواج کو متحد نہ ہونے دو، تاکہ ہر صورت تمہاری افواج کو علاقے کی دیگر افواج پر برتری حاصل رہے۔ سُن زو نے دورانِ جنگ اہم اہداف کے حصول پر بہت زور دیا ہے۔ خواہ وہ دشمن کے اہم شہر ہوں، اہم چوکیاں ہوں یا پھر فوج کے اہم کمانڈر۔ آج کے دور میں سُن زو کی اس تعلیم کو مرکزی حیثیت رکھنے والے اہداف پر حملہ اور قبضہ کرنے کو انتہائی اہم قرار دیا ہے۔ اور اسے جنگ جیتنے کا راز قرار دیا ہے۔

زمین کی ساخت اور اقسام کا بیان اس چیز کی واضح نشاندہی کرتی ہیں کہ سُن زو اپنے منصوبوں کی تیاری میں ہر چیز پر بے پناہ توجہ دیتا تھا۔ اس نے اپنی اس تحریر کے ذریعے بڑی افواج کے سپہ سالاران کو کچھ ایسے گر بتا دیے کہ جن کی مدد سے وہ اپنے منصوبے بہتر انداز میں تیار کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر سُن زو کا یہ پیغام تو لافانی ہے۔ کہ دشمن پر اپنے ارادے ظاہر نہ کرو۔ تب ہی تم اپنے دشمن کو حیران کر سکو گے اور پھر کامیابی حاصل کرنا بھی بہت مشکل نہ ہو گا۔ بس آس بنائے رکھنا اپنے جوانوں کی تاکہ ان کے حوصلے برقرار رہیں۔ اس وقت تک جب تک مکمل کامیابی نہ حاصل ہو جائے۔

بارھواں باب۔ بھرپور حملہ۔ آگ اور خون کی جنگ

سُن زو کے مطابق بھرپور حملے کے پانچ اہم طریقے ہیں۔

۱۔ دشمن کے سپاہیوں کو ان کے خیموں میں جلا کے بھسم کردو

۲۔ انکا اسلحہ اور دیگر سامان جلا دو

۳۔ سامان رسد کی گاڑیاں جلا دو

۴۔ دشمن کے ہتھیار اور اسلحہ جلا دو

۵۔ آگ کے گولے دشمن کے درمیان گراؤ

آگ سے حملہ کے لیے ضروری ہے کہ سامان ضرورت وافر مقدار میں ہو۔ اور تیار رہے استعمال کے لیے۔ دراصل آگ سے حملہ ایک خاص موسم میں ہوتا ہے اور چند اہم دن ہوتے ہیں جب یہ حملہ کیا جا سکے۔ خشک موسم انتہائی موزوں ہوتا ہے اور چاند کے ان دنوں میں جب ہوائیں تیز چلتی ہیں۔ آگ کے لیئے موافق دن سمجھے جاتے ہیں۔

آگ سے حملہ کرتے وقت پانچ چیزوں کے لیے تیار رہنا چاہیئے:۔

۱۔ جب آگ لگ جائے دشمن کے خیموں میں تو باہر سے حملے کے لیئے تیار رہو۔

۲۔ لیکن آگ لگنے کے بعد اگر دشمن خاموش رہے تو ٹھہر جاؤ اور حملہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لو۔

۳۔ لیکن آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگیں تو حملہ کردو۔ اگر ممکن ہو، اگر ممکن نہیں تو وہیں ٹھہرے رہو۔

۴۔ اگر باہر رہ کر آگ سے حملہ کرنا ممکن ہے تو اندر سے آگ لگنے کا انتظار نہ کرو، بلکہ مناسب وقت پر حملہ کردو۔

۵۔ جب آگ لگانا شروع کرو تو ہوا کی سمت کا خیال رکھنا، اگر ہوا مشرق سے ہے تو دشمن کے مشرق میں آگ لگاؤ، اور وہیں سے حملہ کرو، لیکن اگر آگ مشرق سے لگائی ہے اور حملہ مخالف سمت سے کیا ہے تو تمہیں بھی اتنا ہی نقصان ہوگا۔ جو ہوا دن کے وقت شروع ہوتی ہے دیر تک چلتی ہے لیکن رات کو ہوا جلدی دم توڑ دیتی ہے۔

ہر فوج میں آگ سے جنگ کرنے کے طریقوں میں ہونے والی اصلاحات کا علم ضروری ہے۔ یعنی ستاروں کا علم اور صحیح دن کا انتخاب۔ جو افواج آگ سے جنگ لڑنے کو اہمیت دیتی ہیں وہ ذہانت ظاہر کرتی ہیں۔ جو پانی کی مدد حاصل کرتے ہیں وہ طاقت کے سامنے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ پانی کو استعمال کر کے دشمن کو روکا تو جا سکتا ہے لیکن اس سے اس کا مال واسباب نہیں حاصل کیا جا سکتا۔

سُن زو کے مطابق وہ تمام جنگیں جن سے ریاست اور افواج کو فائدہ نہ ہو، بے شک فتح حاصل ہو محض وقت کا ضیاع ہے۔ ایک سمجھ دار فرمانروا اپنا منصوبہ بناتا ہے اور اسکا سپہ سالار ذرائع جمع کرتا ہے اُسکا اپنے سپاہیوں پر اختیار ہوتا ہے، وہ انہیں منظّم کرتا ہے اور انعام واکرام سے انہیں اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ اگر انکا اعتماد بکھرنے لگے، تو انتشار پھیلتا ہے اور انعام واکرام میں کمی کی جائے تو پھر افسروں کی عزت برقرار نہیں رہتی۔

سُن زو نے یہ بات بارہا کی کہ اس وقت تک حرکت میں نہ آؤ، جب تک برتری میں نہ ہو، اس وقت تک نہ لڑو، جب تک بے حد ضروری نہ ہو، اور سپاہیوں کو اس وقت تک استعمال نہ کرو جب تک کوئی فائدہ نظر نہ آئے۔ کسی بادشاہ کو جنگ اس لیے نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ اس سے لطف اندوز ہو۔ اور کوئی سپہ سالار اس لیئے نہ لڑے کہ اُسے تمغہ ملے گا۔ غم وغصّہ خوشی میں بدل سکتا ہے اور صبر کے ساتھ پریشانیوں کو کم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جب ایک ریاست تباہ ہو جاتی ہے تو دوبارہ نہیں بنائی جا سکتی اور مردوں کو زندگی نہیں دی جا سکتی۔ اس لیے ایک فرمانروا کو چاہیئے کہ

سمجھداری کا مظاہرہ کرے، اور اس کے سپہ سالار کو چاہیے، کہ وہ دانائی سے کام لے۔ بس یہی طریقہ ہے ملک میں امن قائم رکھنے کا اور فوج کو منظّم اور متحد رکھنے کا۔

اس باب میں سُن زو نے جنگ میں آگ سے حملے کو جو اہمیت دی ہے دراصل اُسے آگ کے لفظی معنی میں سمجھنا غلطی ہوگی۔ گو کہ ترجمہ کچھ ایسے ہی ہے۔ لیکن سُن زو کا مقصد دورانِ جنگ استعمال ہونے والے تمام اسلحہ جات اور حربوں سے ہے۔ جس میں مہلک ہتھیار بھی شامل ہیں۔ ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے طریقے اور جن حالات میں ان کو بہتر طور پر استعمال ہونا چاہیئے ہی سُن زو کا پیغام ہے۔ خاص طور پر ارد گرد کے حالات، اور موسم کی بدلتی ہوئی صورتحال میں ان ہتھیار کا صحیح استعمال ہی کامیابی کی ضمانت سمجھا گیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اپنی تیاری پر بھی زور دیا گیا ہے۔

یعنی سُن زو نے اس بات کی تلقین کی کہ جب دشمن پر حملہ کرو تو پھر جوابی کاروائی کیلیئے بھی تیار رہو، کیونکہ دشمن تمہارے حملے کا جواب اپنے انداز میں دے گا۔ اس لئے حملہ کرنے کے بعد کچھ توقف کرو، اور جب دشمن کی جوابی کاروائی کا صحیح اندازہ کرلو، تو پھر حملہ کرو تا کہ اپنے منصوبے کی تکمیل کرسکو۔

اسی باب میں سُن زو نے امن کا پیغام بھی دیا کہ ایسی مہم جوئی سے اجتناب کرو جس سے ملک وقوم کو کوئی فائدہ نہ ہو۔ سُن زو نے تو یہاں تک کہہ دیا جنگ قطعی ایسا عمل نہیں ہے جس سے محظوظ ہوا جائے یا انعام واکرام کی لالچ میں ہزاروں زندگیوں کو داؤ پر لگا دیا جائے۔ کیونکہ جنگ کی تباہ کاریوں سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ محض نقصان ہی نقصان ہے۔

آگ اور خون کی ہولی سے مراد صرف آگ لگانا ہی نہیں تھا بلکہ ہر قسم کے ہتھیاروں کا صحیح استعمال کرنے کے نئے طریقے وضع کرنا تھا۔ جن کے ذریعے دشمن کو زیر کرنا آسان ہو جائے۔ ویسے تو سُن زو انتہائی مضبوط دفاع کا حامی تھا تا کہ دشمن تم پر حملہ کرنے کا سوچے بھی نہ۔ یعنی دفاعی ڈیٹرنس۔ لیکن بھرپور حملہ بھی سُن زو کی حکمت کا راہنما اصول تھا۔ صرف اُس صورت میں جب دشمن خود ہی کمزوری دکھاتے ہوئے تمہیں وہ موقع فراہم کرے۔ بس تم نے اس موقع کا انتظار کرنا ہے۔ اور اسکے علاوہ اپنی قوت کو اِدھر اُدھر کے اہداف پر ضائع نہیں کرنا ہے۔

بس ایک اور بات

دشمن کے بارے مکمل معلومات حاصل کیے بغیر جنگ نہ کرنا ورنہ بہت نقصان ہوگا۔

سُن زو

تیرہواں باب۔ خفیہ سرگرمیوں کی اہمیت

سُن زو نے تحریر کیا کہ ہزاروں افراد کی فوج کو تیار کرنا اور دور دراز علاقہ میں مہم جوئی کرنا، بے پناہ ذرائع اور اخراجات کا متقاضی عمل ہے، اس عمل میں روز لاکھوں کے اخراجات ہوتے ہیں۔ اس دوران گھروں میں بھی اور باہر بھی لوگ فکر مند رہتے ہیں۔ اور لاکھوں افراد مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ مقابلے پر آئی افواج سالوں ایک دوسرے کے مدِّ مقابل رہتی ہیں، فتح کی کوشش میں، جب کہ جنگ کا فیصلہ ایک دن میں بھی ہو سکتا ہے، اس لیے اگر دشمن کے بارے میں صحیح معلومات نہ ہوں کیونکہ محض چند سِکّے بچانے کے لیے ہم نے خفیہ معلومات حاصل نہیں کیں تو یہ مناسب عمل نہیں۔ جو سپہ سالار ایسا کرے گا وہ نہ عقلمند ہے نہ قابل اور نہ ہی اپنے فرمانروا کے لیے مددگار اور نہ ہی کامیاب ہوگا۔ صرف وہی سپہ سالار اور حکمران کامیاب ہوں گے جو باخبر ہوں گے اپنے دشمن کے ہر عمل سے۔ اور یہ خبریں نہ تو الہامی ہوتی ہیں نہ ہی تجربہ سے آتی ہیں۔ اور نہ ہی انکا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دشمن کے بارے میں خفیہ معلومات صرف لوگ ہی دے سکتے ہیں۔ الہامی باتوں کی خبر معجزاتی طور پر مل سکتی ہے۔ قانون کائنات کو حساب سے جمع تفریق کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دشمن کی افواج کے حرکات وسکنات صرف جاسوس ہی مہیا کر سکتے ہیں۔ اس لیے جاسوس جو کہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں انتہائی خطرناک ہوتے ہیں:۔

۱۔ مقامی جاسوس

۲۔ اپنے اندر کے جاسوس

۳۔ تبدیل شدہ جاسوس

۴۔ فارغ شدہ جاسوس

۵۔ بچ جانے والے جاسوس

جب یہ تمام قسم کے جاسوس کام کر رہے ہوں تو پھر کوئی بھی ان کو منظر عام پر نہیں لا سکتا۔ اسے کہتے ہیں قدرتی طور پر خبروں کی ہیر پھیر اور یہ حکمران کا بیش بہا خزانہ ہوتے ہیں۔

۱۔ مقامی جاسوس کا مطلب ہے کہ اسی علاقے کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا جائے۔ دشمن ملک کے لوگوں کے ساتھ اگر مشفقانہ برتاؤ کیا جائے تو انہیں اپنے جاسوس کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ دشمن کے سرکاری ملازمین کو بھی جاسوس کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ایسے لوگ جنہیں ان کی نوکریوں سے نکال دیا گیا ہو۔ ایسے مجرم جنہیں سزا مل چکی ہو۔ ایسی عورتیں جنہیں سونا چاندی کا لالچ ہو۔ ایسے مرد جنہیں انکا حق نہ مل رہا ہو۔ جنہیں ترقی نہ دی گئی ہو۔ جنہیں مناسب عہدہ نہ دیا ہو۔ ایسے لوگ جو اپنے ساتھیوں کی شکست کی دعا کر رہے ہوں تا کہ انہیں اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملے۔ اور ایسے موقع پرست جو ہر جگہ ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔ شاید تمہارے کام آسکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خفیہ طریقہ سے اپنے ساتھ ملانے کے لیے قیمتی تحفہ تحائف دو۔ اسی طرح دشمن ملک کے حالات معلوم کیئے جا سکتے ہیں۔ منصوبے جان سکتے ہیں، خاص طور پر وہ جو آپ ہی کے خلاف بنائے گئے ہوں۔ اور وہ منصوبے جو آپ کے ملک میں انتشار پھیلانے کے لیے بنائے گئے ہوں۔ اور حکمران اور وزیروں کے بیچ میں پھوٹ ڈالنے کیلئے بنائے گئے ہوں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ بے پناہ احتیاط سے پیش آنا۔

۳۔ تبدیل شدہ جاسوس وہ ہوتے ہیں جو دشمن کے جاسوس تھے لیکن بے پناہ رشوت اور ڈھیروں وعدوں کے ساتھ دشمن سے جدا کر کے اپنے ساتھ ملا لیا جائے، اور پھر دوبارہ بھیج دیا اپنا جاسوس بنا کے۔ تا کہ وہ اپنے ہی لوگوں کی جاسوسی کر سکے۔

۴۔ دشمن کو دھوکے میں رکھنے کے لیے اپنے جاسوس کو دشمن کے پاس جانے کی اجازت دی

جائے ان سے کام لیا جانے اور پھر دشمن کو بتا دیا جائے۔ لیکن اسے یقین دلایا جائے یہ محض اتفاق سے خبر باہر نکلی ہے۔ اور پھر یہ جاسوس جب پکڑے جائیں گے تو دشمن کو غلط اطلاع دیں گے۔ جبکہ ہم مختلف کام کریں گے۔ بلآخر دشمن انہیں مار دے گا۔

۵۔ اور آخر میں بچ جانے والے جاسوس، جو دشمن کے گھر کی خبریں لائے ہوں، یہ عام سے جاسوس ہیں، جنہیں فوج کا حصہ ہونا چاہیئے۔ دراصل بچ کے آنے والے جاسوس وہ ہوں جو بے حد ذہین ہوں جبکہ شکل سے بیوقوف لگیں۔ اور بُرے حالات میں رہیں۔ لیکن وہ مضبوط ارادوں والے ہوں۔ وہ چابکدست ہوں۔ بہادر ہوں، نڈر ہوں، ہر قسم کا اچھا بُرا کام کرسکیں۔ بھوک اور ٹھنڈ کو برداشت کرسکیں اور شرمسار نہ ہوں۔ خفیہ اداروں سے فرمانروا کے تعلقات بہت قریبی ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو بے پناہ انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اوران تعلقات کو انتہائی پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔

دراصل خفیہ اداروں کو بغیر مقاصد کے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اُن پر بھرپور اعتماد، انکی قابلیت کا احترام اور انکے تجربے اور مہارت کا اعتراف ضروری ہے۔ یہ جان لو کہ ایک بے شرم آدمی بے پناہ خطرناک ہوتا ہے۔ پہاڑوں سے دریاؤں سے، اور ایسے لوگوں سے خبر نکالنا اتنا آسان کام نہیں۔ خفیہ اداروں کے لوگوں کو بہت احتیاط سے استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اپنے ذہن کا صحیح استعمال کیے بغیر آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ کون سی خبر درست ہے اور کونسی نہیں، انتہائی چالاکی سے اپنے خفیہ اداروں کو ہر کام کے لیے استعمال کرو۔

اگر ایک جاسوس، ایک خاص خفیہ خبر کو وقت سے پہلے بتا دے، تو اُسے ماردو اور اُسے بھی جس کو اُس نے یہ خبر دی تھی۔ اور ہاں مقصد چاہے کچھ بھی ہو۔ یعنی فوج کو ختم کرنا، شہر پر حملہ کرنا یا کسی کا قتل۔ ضروری ہے کہ سب سے پہلے سپہ سالار کے آس پاس موجود لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ یعنی اسکے سپاہی کا نام، اسکے معاون کا نام، اسکے دربان کا نام وغیرہ۔ اور یہ کام ہمارے جاسوس کرسکتے ہیں۔ دشمن کے جاسوس جو تم پر جاسوسی کے لیے آئے ہیں، انہیں رشوت دو، اور شاندار گھروں میں رکھو، اور اپنے ساتھ ملا کے دوبارہ اپنا جاسوس بنا کے واپس بھیج دو۔ یادرہے کہ تبدیل شدہ جاسوسوں کے ذریعے ہی ہم مقامی اور اندر کے جاسوس حاصل کرسکتے ہیں۔ تبدیل شدہ جاسوس بہت کام آسکتے ہیں۔ اور نشاندہی کرسکتے ہیں۔ مقامی جاسوس کی کہ اُن

میں سے کون کون ہیں جو لالچی ہیں اور وہ سرکاری افسر جو رشوت خور ہیں۔ اور انہیں لوگوں کی اطلاع سے فارغ شدہ جاسوس کو غلط اطلاعات کے ساتھ دوبارہ دشمن کے علاقے میں بھیجا جا سکتا ہے۔ اور ہاں انہی کی اطلاع پر پنچ کے آنے والے جاسوس صحیح وقت پر استعمال کیئے جا سکتے ہیں۔

دراصل خفیہ معلومات کا اصل مقصد تو دشمن کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا ہے۔ اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ یہ خبریں تبدیل شدہ جاسوس سے مل جائیں۔ وہ نہ صرف دشمن کے بارے اطلاع دیتا ہے بلکہ دوسرے اقسام کے جاسوسوں کو بھی صحیح طرح استعمال کرنے کا انداز دیتا ہے اس لیئے ضروری ہے کہ تبدیل شدہ جاسوس کو بے پناہ آزادی دی جائے۔

آخر میں سُن زو نے کہا کہ دانا حکمران اور عقلمند سپہ سالار وہ ہیں جو اپنی فوج کے جاسوس صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور پھر شاندار نتائج حاصل کرتے ہیں۔ دراصل جاسوس جنگ کا انتہائی اہم جُز ہوتے ہیں۔ کیونکہ افواج کی حرکت اور پیش قدمی ان ہی کی اطلاعات پر مبنی ہوتی ہیں۔

امن میں جنگ کی تیاری کرو، اور جنگ میں امن کی۔ فنِ حربی ایک ریاست کے لیے انتہائی اہم ہے۔ یہ اقوام کے لیے زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ راستہ ہے حفاظت کا یا تباہی کا۔ اس لیے کسی بھی حالت میں اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سُن زو کی اس شہرۂ آفاق تصنیف کا یہ آخری باب بے پناہ اہمیت کا حامل ہے اور آج کے دور میں تو اسکی اہمیت ناقابل شکست ہو چکی ہے۔ اُس وقت کے حوالے سے سُن زو نے شخصی جاسوسی کی اہمیت پر زور دیا ہے لیکن اُس کی تحریر سے یہ صاف ظاہر ہے کہ سُن زو کسی بھی ذریعہ سے دشمن کے بارے اطلاعات جمع کرنے، انہیں صحیح طور پر سمجھنے اور پھر اپنے مقاصد کیلیئے انہیں استعمال کرنے کی اہمیت کا حامل تھا سُن زو نے دشمن کی حرکات و سکنات کی معلومات حاصل کرنے کیلیئے اخراجات کو جائز قرار دیا تا کہ ان اطلاعات کے ناکافی ہونے کی وجہ کوئی غلط فیصلہ نہ ہو جائے جس سے ہونے والا جانی نقصان کہیں زیادہ تکلیف دِہ ہو گا۔

یقیناً سُن زو کے اس باب کو دنیا کے ہر ملک کی حکومت نے بہت غور سے پڑھا ہے اور استعمال کیا ہے اور شاید یہ واحد شعبہ ہے جس میں شخصی جاسوسی کی اہمیت کو کم کیے بغیر تکنیکی طریقوں سے معلومات جمع کرنے کے نت نئے طریقے وضع کیے جا رہے ہیں۔ اور ان نئی نئی مشینوں جن میں سیٹلائیٹ، جاسوسی طیارے اور طرح طرح کے آلات شامل ہیں نہ صرف اطلاعات جمع کرنے

کیلئے استعمال ہوتے ہیں بلکہ چند ایک آلات تو ایسے بھی ہیں جو اطلاعات حاصل کرتے ہی اپنے ہدف کو نشانہ بنانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں، جیسے کہ ڈرون طیارے۔ جو محض اطلاع جمع ہی نہیں کرتے بلکہ براہ راست نشر بھی کر سکتے ہیں اور حکم ملتے ہی ہتھیار داغ دیتے ہیں اور پھر فوراً ہی یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ نشانہ اپنے ٹھکانے پر لگا یا نہیں۔

آج دنیا بھر کی بڑی بڑی طاقتیں اپنے دشمن ہی نہیں اپنے اتحادیوں کے بارے میں بھی اطلاعات جمع کرنے کیلئے نت نئے آلات دریافت کر رہی ہیں اور ان پر کروڑوں کے اخراجات کو جائز سمجھتی ہیں۔ یہی تھا سُن زو کا پیغام کہ اگر دشمن کے بارے میں مکمل معلومات نہ ہو تو حملہ کرنے سے گریز کرو۔ میرا خیال ہے کہ سُن زو نے جس تفصیل سے جاسوسوں اور جاسوسی کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ شاید اُس دن سے لیکر آج تک کسی اور فلسفی، مُفکّر اور حربی فن کے ماہر نے اس موضوع اور مسئلے پر اتنی سیر حاصل بحث نہیں کی ہوگی۔ اس عظیم ہستی کے تدبّر کی انفرادیت اس لحاظ سے بھی قابل ستائش ہے کہ اس کی یہ انتہائی مختصر تحریر بھی اس قدر جامع تھی کہ آج ڈھائی ہزار سال بعد بھی ہم اُس کے ایک ایک لفظ میں پورا باب تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور شاید کبھی بھی پوری طرح کامیاب نہ ہوسکیں۔

مزید تحقیق کی ضرورت

سُن زو کی تعلیمات کے بے شمار پہلو ایسے ہیں جن کی مزید تحقیق انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم جس شوق سے کلازوڈز، جومنی، اور میکاویلی کو پڑھتے ہیں اتنی ہی دلچسپی اور شوق سے ہمیں سُن زو اور چانکیہ کوتیلیا کو بھی پڑھنا چاہیے۔ شاید ہمارے مسائل کے حل ہمیں ان لوگوں کی تعلیمات میں مل سکیں۔

ائیر کموڈر ضیاء الحق شمسی

ستارۂ امتیاز (ملٹری)

اختتامیہ

سُن زو کی اس مختصر مگر نایاب تحریر کو پڑھنا اور سمجھنا بے حد ضروری ہے۔ خواہ آپ کا تعلق کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے ہو۔ میری رائے میں یہ کتاب ہر اُس شخص کے لئے مفید ہوگی جو صحت مند مقابلے میں یقین رکھتا ہے۔ خواہ اسکا تعلق فوج اور پولیس سے ہو یا پھر کاروباری دنیا سے ہو۔ مقابلہ ہی ہے جو فتح کے حصول کی طرف مائل کرتا ہے۔ اگر سُن زو کو سمجھ کر مقابلے کی تیاری کی جائے تو یقیناً فتح آپ کا مقدر بنے گی۔ اور شکست آپ سے گریزاں ہوگی۔

سُن زو کی تعلیمات کا بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ بادشاہ وُو کی سلطنت کو بڑھانے کے لیے جنگ کرتا تھا۔ لیکن صرف اُس وقت جب اُسے یقین ہوتا تھا کہ اس کی طاقت دشمن سے زیادہ ہے۔ اور با آسانی جنگ جیت لے گا۔ شاید اسی لیئے جب تک سُن زو زندہ رہا، وُو کی سلطنت کو وُسعت ملتی رہی لیکن سُن زو کی موت کے بعد بادشاہ وُو مارا گیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وُو سلطنت زوال پذیر ہوگئی۔ سُن زو اپنی تعلیمات کے متعلق اس قدر پُر اعتماد تھا کہ اُس نے کہا کہ جو سپہ سالار اُسکی کہی باتوں پر عمل نہیں کرے گا وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے گا۔

سُن زو کے اسباقِ اُولیٰ میں سے چند خاص ہدایات ایک بار پھر تحریر کر رہا ہوں تا کہ تا کہ یاد رہے کہ ان پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

☆ فنِ جنگ ایک انتہائی اہم عمل ہے۔ یہ قوموں کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس لئے اسے کسی صورت نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

☆ فنِ جنگ کی معراج تو اسی میں ہے کہ دشمن کا حوصلہ پست کر دیا جائے اور بغیر جنگ کیے فتح حاصل ہو جائے۔

☆ اپنے دشمن کو سمجھو اور اپنے آپ کو پہچانو، تب ہی ہمیشہ کامیابی حاصل کر سکو گے۔

☆ اپنے ماتحت افراد کو جب احکامات دو تو وہ انتہائی واضح الفاظ اور انداز میں دو تاکہ وہ سمجھ سکیں۔ لیکن اگر حکم عدولی کریں تو پھر قرار واقعی سزا دو تاکہ دوسروں کو سبق ملے۔

☆ عسکریت محض دشمن کو دھوکہ اور فریب دینے کا نام ہے۔ بس جو سپہ سالار اپنے مخالف کو حیران کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہی کامیاب ہوگا۔

☆ طویل جنگ سے اجتناب کرو، کیونکہ جنگ تباہی کا پیغام لاتی ہے۔

☆ بھرپور تیاری کے بعد جنگ۔ یعنی اگر جنگ کرنی ہی ہے تو پھر اس قدر تیاری کرو کہ کوئی کمی نہ رہ جائے تاکہ کامیابی مکمل اور مستقل ہو۔

☆ دشمن کو ختم کرنا ہو تو اپنے سپاہیوں میں انکے خلاف غصہ اور نفرت پیدا کرو، تب ہی تمھارے سپاہی بے پناہ بے جگری سے لڑتے ہوئے اپنے دشمن کو ختم کر دیں گے۔

☆ جنگی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو تاکہ انہیں اپنے ساتھ ملا سکو اس سے تمھاری طاقت میں اضافہ ہوگا اور دشمن کا حوصلہ پست رہے گا۔

☆ دشمن کی ریاست اور فوج کو تباہ کیے بغیر انہیں اپنے قبضے میں لے لو تاکہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

☆ اپنے دشمنوں کو متحد نہ ہونے دو اور انہیں منقسم رکھو تاکہ تمھاری برتری قائم رہے۔

☆ یاد رہے کہ جنگ وہی جیتے گا جسے یہ پتہ ہوگا کہ جنگ کب کرنی ہے اور کب نہیں کرنی۔

☆ صرف وہی فوج جنگ جیتے گی جسکا حکمران اسکے معاملات میں بلاوجہ دخل اندازی نہیں کرے گا۔

☆ اپنے آپ کو شکست سے محفوظ رکھنا تو اپنے ہی ہاتھ میں ہوتا ہے لیکن فتح کا موقع دشمن خود آپ کو فراہم کرے گا، بس آپ نے اس لمحے کا انتظار کرنا ہے۔

☆ ریاست میں ہم آہنگی کے بغیر کسی بھی قسم کی مہم جوئی نہیں ہو سکتی۔ اور فوج میں یگانگت کے بغیر کوئی جنگ نہیں لڑی جا سکتی۔ جب ایک بار ریاست کا سربراہ جنگ کے احکامات صادر کر دے گا، تو اُس کے بعد یہ ذمہ داری سپہ سالار اعلیٰ کی ہوگی کہ جنگ کی تیاری کرے۔ فوج کو ترتیب دے، تربیت دے اور پھر ایسی منصوبہ بندی کرے کہ دشمن منہ دیکھتا رہ جائے۔

☆ فنِ جنگ سے ہم یہ سبق سیکھتے ہیں کہ ہم دشمن کی آمد کا انتظار نہ کریں، بلکہ اسکی آمد کی تیاری کریں۔ اور اپنے دفاع کو اس قدر مضبوط بنائیں کہ وہ ہم پر حملہ کرنے کا سوچے بھی نہیں۔

☆ دشمن کے بارے میں معلومات کے حصول پر ہونے والے اخراجات کو ضائع نہ سمجھو، کیونکہ صحیح اور مکمل معلومات حاصل کیئے بغیر فوج کو روانہ کرنا خودکشی ہے۔

☆ میدانِ جنگ میں داخل ہونے کے بعد وقت ضائع کیے بغیر بھرپور جنگ اور فوری فتح حاصل کرو۔

☆ وفادار فوج، موافق موسم، سازگار زمینی علاقے، قابل سپہ سالار، نظم وضبط اور طور طریقے ہی جنگ میں کامیابی دلا سکتے ہیں۔

☆ سُن زو خون بہائے بغیر، جنگ کی تباہی کے بغیر بادشاہوں کی سلطنت کو وسعت دینا چاہتا تھا۔ سُن زو کے لیئے جنگ کی تیاری زیادہ اہم تھی۔ یعنی ڈیٹرنس کو زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ سُن زو کی تعلیمات میں سپہ سالار کی قابلیت اور اہلیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ وفاداری، ذہانت، بہادری، جوانمردی بے پناہ اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ سُن زو کی تعلیمات موجودہ نیوکلیئر جنگ کے خلاف ہیں۔ سُن زو چاہتا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ یعنی زیادہ تباہی نہ ہو۔

☆ سُن زو افواج کو جارحانہ انداز میں استعمال کرنا چاہتا تھا، سوائے اپنے دفاع کے لیے۔ سُن زو کمزوری کے حالت میں جنگ کے بغیر فتح کی بات کرتا ہے۔ اور جوں جوں سُن زو

فتوحات حاصل کرتا رہا، اسکا اعتماد اپنی تعلیمات پر پختہ ہوتا گیا۔

☆ زمانہ امن میں جنگ کی تیاری کرو اور جنگ کی حالت میں امن کی۔ بس یہی ہے **فَنِّ جنگ۔**

سُن زو کی یہ تحریر آپ کو روشنی دکھا سکتی ہے۔ اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ اس روشنی سے آپ مستفید ہونا چاہتے ہیں یا نہیں۔

شکریہ